تا خلافت کی بنا دنیا میں ہو پھر استوار　　　لا کہیں سے ڈھونڈ کر اسلاف کا قلب و جگر

تحریک خلافت پاکستان کا ترجمان

ہفت روزہ

ندائے خلافت

جاری کردہ : اقتدار احمد مرحوم　　　۱۷ ستمبر ۱۹۹۷ء　　　مدیر : حافظ عاکف سعید

ایمان اور عمل صالح کا باہمی تعلق

محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جس تعلیم کو لے کر آئے' اس کا بنیادی مسئلہ یہ ہے کہ انسان کی نجات و فلاح دو چیزوں پر موقوف ہے' ایک ایمان اور دوسری عمل صالح۔ ایمان بنیادی اصولوں پر یقین رکھنے کا نام ہے اور عمل صالح ان اصولوں کے مطابق عمل کا۔ کسی بات کا تنہا علم و یقین کامیابی کے لئے کافی نہیں' جب تک اس علم و یقین کے مطابق عمل بھی نہ ہو۔

اسلام نے انسان کی نجات اور فلاح کو انہی دو چیزوں یعنی ایمان و عمل صالح پر مبنی قرار دیا ہے' لیکن افسوس ہے کہ عوام میں ایمان کو جو اہمیت حاصل ہے وہ عمل صالح کو نہیں' حالانکہ یہ دونوں لازم و ملزوم کی حیثیت سے عملاً یکساں اہمیت رکھتے ہیں' فرق صرف اتنا ہے کہ ایمان بنیاد ہے اور عمل صالح اس پر قائم شدہ دیوار یا ستون۔ جس طرح کوئی عمارت بنیاد کے بغیر قائم نہیں رہ سکتی' اسی طرح وہ دیوار یا ستون کے بغیر کھڑی بھی نہیں ہو سکتی۔ ان دونوں کی بہترین مثال اقلیدس کے اصول اور اشکال کی ہے' ایمان کی حیثیت اصول موضوعہ اور اصول متعارفہ کی ہے جن کو صحیح مانے بغیر اقلیدس کی شکلوں کا ثبوت محال ہے' لیکن اگر صرف اصول موضوعہ اور اصول متعارفہ کو تسلیم کر لیا جائے اور ان کے مطابق شکلوں کا عمل نہ کیا جائے تو فن تعمیر و ہندسہ اور مساحت و پیائش میں اقلیدس کا فن ایک ذرہ کار آمد نہیں ہو سکتا' اور نہ اس سے انسان کو وہ فائدے حاصل ہو سکتے ہیں جو اس فن سے اصل مقصود ہیں۔

عوام کی اس غلط فہمی کو دور کرنے کے لئے ضرورت ہے کہ اس بارہ میں قرآن پاک کی تعلیم کو تفصیلاً پیش کیا جائے' قرآن پاک نے انسان کی فلاح و کامیابی کے ذریعہ کو بیسیوں آیتوں میں بیان کیا ہے' مگر ہر جگہ بلا استثناء ایمان اور عمل صالح دونوں پر اس کو مبنی قرار دیا ہے اور ہر جگہ ایمان کو پہلی اور عمل صالح کو دوسری مگر ضروری حیثیت دی ہے۔

اس دنیا میں اللہ تعالیٰ نے ہر شے کو ہمارے مادی علل و اسباب کے تابع فرمایا ہے' یہاں کی کامیابی اور فوز و فلاح بھی صرف ذہنی عقیدہ اور ایمان سے حاصل نہیں ہو سکتی جب تک اس عقیدہ کے مطابق عمل بھی نہ کیا جائے۔ صرف اس یقین سے کہ روٹی ہماری بھوک کا قطعی علاج ہے ہماری بھوک رفع نہیں ہو سکتی' بلکہ اس کے لئے ہم کو جدوجہد کر کے روٹی حاصل کرنا اور اس کو چبا کر اپنے پیٹ میں نگلنا بھی پڑے گا۔ اس عقیدہ سے کہ ہم کو ہماری ٹانگیں ایک جگہ سے دوسری جگہ لے جاتی ہیں ہم ایک جگہ سے دوسری جگہ پہنچ نہیں سکتے' جب تک اس یقین کے ساتھ ہم اپنی ٹانگوں کو بھی خاص طور سے حرکت نہ دیں۔ یہی صورت ہمارے دوسرے دنیاوی اعمال کی ہے۔ اسی طرح اس دنیا میں عمل کے بغیر تنہا ایمان کامیابی کے حصول کے لئے بیکار ہے' البتہ اس قدر صحیح ہے کہ جو ان اصولوں کو صرف صحیح باور کرتا ہے وہ اس سے بہرحال بہتر ہے جو ان کو سرے سے نہیں مانتا' کیونکہ اول الذکر کے کبھی نہ کبھی راہ راست پر آ جانے اور نیک عمل بن جانے کی امید ہو سکتی ہے' اور دوسرے کے لئے تو اول پہلی ہی منزل باقی ہے' اس لئے آخرت میں بھی وہ منکر کے مقابلہ میں شاید اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم کا زیادہ مستحق قرار پائے کہ کم از کم وہ اس کے فرمان کو صحیح باور تو کرتا تھا۔ (ماخوذ از سیرت النبی جلد پنجم' تحریر : سید سلیمان ندوی)

قیمت : ۲ روپے

بسم اللہ الرحمن الرحیم

جنرل (ر) محمد حسین انصاری

نیا پاکستان

وزیر اعظم میاں محمد نواز شریف صاحب نے غیر ملکی سفارتوں کے اعزاز میں دیئے گئے ایک عشائیے سے خطاب کرتے ہوئے کہا ہے کہ وہ ایک نیا پاکستان وجود میں لانے کی کوشش کر رہے ہیں۔ بھلا میاں صاحب سے کوئی پوچھے کہ کس نے آپ کو نیا پاکستان بنانے کی ذمہ داری سونپی ہے۔ پہلی بار پاکستان بنانے کی ذمہ داری تو بلاشبہ قائد اعظم کے سپرد ہوئی جو نہایت باوقار اور کامیاب انداز میں اس بھاری ذمہ داری سے عہدہ برا ہوئے جن کے کردار کی عظمت کا اعتراف ان کے سیاسی مخالفین آج بھی کھلے بندوں کرتے ہیں۔ پاکستان کا تخیل تو مفکر پاکستان علامہ محمد اقبال کا اعزاز تھا جسے انہوں نے شاندار حکیمانہ انداز میں اجاگر کیا' جن کی عقابی نگاہوں نے محمد علی جناح جیسا عظیم قائد ڈھونڈ نکالا اور جن کا کلام آج بھی ملت کے دینی اکابرین ممبر پر بیٹھے سنانا باعث سعادت سمجھتے ہیں۔ میاں صاحب! آپ نے تو موجودہ پاکستان کے آئین کی پاسداری کا حلف لیا ہے۔ اسی کو سنواریئے جس کی داغ بیل ڈالی تھی' اسے ویسا ہی بنایئے جیسا بنانے کا وعدہ ہم نے اللہ سے کیا تھا۔ جہاں تک بن آئے اسی پاکستان کو نکھارنے کی کوشش کیجئے اور اگر دیانتدارانہ محنت کے باوجود مطلوبہ نتائج بر آمد ہوتے دکھائی نہ دیں تو منصب چھوڑ دیجئے۔ قومی اسمبلی کسی اور کے کاندھے پر بوجھ ڈال دے گی۔ سمجھ لینے والی بات ہے کہ "مینڈیٹ" حکومت کرنے کے حق ودیعت نہیں کرتا بلکہ ذمہ داری سونپتا ہے جسے اسلام کی وضع کردہ قوانین کے عین مطابق نبھانے کے بارے میں اللہ رب العزت کے حضور جوابدہی لازمی امر ہے۔

کارکردگی کا صلہ تو دنیا میں بھی مل جاتا ہے جس سے انسان کسی نہ کسی حیلے شاید نپٹ لینے میں کامیاب ہو جائے مگر اللہ کے حضور یہ معاملہ بڑا سخت ہو گا' جس سے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ جیسی شخصیت نے پناہ مانگی۔ دراصل ہماری موجودہ خستہ حالی کی ایک بڑی وجہ یہ بھی ہے کہ ہر آنے والے سربراہ حکومت نے مقررہ مدت کے لئے کرسی اقتدار پر براجمان رہنا اپنا حق تصور کیا' جیسے ہر فوجی ڈکٹیٹر نے یہ جانا کہ اس کی مرضی کے مطابق پاکستان کے حالات درست ہو جانے تک قابض رہنا اس کا حق ہے۔ حق کے اس غلط تصور اور اس بے بنیاد سوچ کا نتیجہ یہ نکلا کہ وطن عزیز میں آج تک کوئی حکومت عزت کے ساتھ گھر کو نہیں لوٹی' کوئی وزیر اعظم باوقار طریقے سے اپنے فرض منصبی سے فارغ نہ ہوا۔ چنانچہ ہمارے ملکی معاملات مسلسل اکھاڑ پچھاڑ کا شکار رہے اور تمام حکومتی ادارے بتدریج ناکارہ ہوتے چلے گئے۔

کس قدر افسوسناک ہے یہ حقیقت کہ ہر ممکنہ خرابی اب ہمارے معاشرے میں سرایت کئے نظر آتی ہے۔ ممکن ہے ہمارے ہاں مالی طور پر امراء کا خوشحال طبقہ اس صورتحال سے بے خبر ہو یا اسے دیدہ و دانستہ تسلیم نہ کرے اور عین ممکن ہے کہ ذہنی طور پر خوش فہمی سے سرشار دانشور حضرات کا پرشکوہ طبقہ اس تجزیئے کو ہزیمت (Self Condemenation) قرار دے کر رد کر دے مگر حقیقت حال مذکورہ صورت سے سرمو مختلف نہیں۔ حالات اس حد تک دگرگوں ہیں کہ انہیں فوری طور پر سدھار سکنا آسان کام نہیں۔ عقل و دانش سے کام لینا ہو گا' صبر و تحمل کا مظاہرہ کرنا ہو گا' سوچ بچار سے آگے بڑھنا ہو گا۔ عجلت میں کئے گئے فیصلے اکثر غلط ہوا کرتے ہیں۔ اصلاح احوال کی طرف توجہ دیجئے' نہ کہ پکڑ دھکڑ کی طرف۔ سرکاری ملازمین کی تھوک کے بھاؤ تبدیلیاں' آنکھ کے اشارے پر "بے کام" (OSD) تقرریاں' قواعد و ضوابط کے برعکس معطلیاں اور بے مقصد ہتھکڑیاں حالات کو مزید تو بگاڑ سکتی ہیں' خوف و ہراس کی فضا تو قائم کر سکتی ہیں' سکوت اور جمود تو پیدا کر سکتی ہیں' اصلاح احوال کا باعث ہرگز نہ بن سکیں گی۔

میاں صاحب کے ذہن میں سمائے نئے پاکستان کے خدوخال کچھ یوں نظر آتے ہیں کہ جو کام ٹھیک نہیں ہو رہا اسے غیر ملکی کمپنیوں کے حوالے کر دیا جائے۔ ذرا غور کیجئے' جہاں موٹروے' غیر بنائیں اور وہی ٹیکس وصول کریں۔ جہاں "رنگ روڈ" پل اور کالونیاں بنانے کی دعوت غیروں کو ہو تاکہ وہی منافع حاصل کریں۔ جہاں بجلی' ٹیلی فون اور ریلوے کا نظام بھی غیروں کے ہاتھ دے ڈالنے کا ارادہ ہو' وہاں "اپنے" کیا کریں گے' صرف قلی کا کام؟ اور حکومت کیا کرے گی' صرف کمیشن بٹورنے کا انصرام؟ اس پروگرام کی پیش قدمی کے طور پر جس رفتار سے مختلف محکمہ جات سے "گولڈن شیک ہینڈ" کی لاٹھی سے ملازمین کو بے روزگار بھٹی میں دھکیلا جا رہا ہے اس کے خوفناک نتائج برآمد ہو کر رہیں گے۔ نہ روزگار میسر ہو گا اور نہ ہی عوام غیروں کے ہاتھوں مہیا ہونے والی سہولتوں (services) کے بل ادا کر پائیں گے۔ پھر "طوفان" برپا نہیں ہو گا تو اور کیا ہو گا؟

غریب آدمی تو پہلے ہی رو رہا ہے' بیکاری نے اس کی زندگی اجیرن کر رکھی ہے۔ پرائیویٹ سکولوں نے' ڈاکٹروں کے پرائیویٹ "کلینک" نے' ڈاک کی ترسیل کے پرائیویٹ اداروں نے' اور پرائیویٹ ٹرانسپورٹ کمپنیوں نے سرکاری تعلیمی درسگاہوں' ہسپتالوں' ڈاک خانے اور گورنمنٹ ٹرانسپورٹ کا بیڑا غرق کر کے رکھ دیا ہے۔ کیا رہی سہی کسر باقی ماندہ محکمہ جات کو غیر ملکی کمپنیوں کے حوالے کرتے ہوئے پوری کر دینے کا ارادہ ہے؟ کیا یہی نیا پاکستان ہو گا؟ اپنے پاؤں پہ کھڑا ہونے کا نعرہ تو عوام سنتے ہی چلے آئے ہیں۔ اب اس وعدے کا ایفا کیجئے اور اپنے پاؤں کھڑا ہو کر جوتا بھی اپنا ہی پہنئے۔ کسی دوسرا کا جوتا تنگ کرے گا!

اداریہ

عاکف سعید

پاکستان کی اصل اساس؟

ایک مضبوط، مدلل اور متوازن موقف

قیام پاکستان کی گولڈن جوبلی کے حوالے سے جہاں ملک گیر پیمانے پر سرکاری اور غیر سرکاری، ہر دو سطحوں پر تقریبات کا انعقاد عمل میں آیا وہاں گزشتہ ماہ کے دوران اخبارات میں بھی قیام پاکستان کے اسباب و محرکات کے حوالے سے لاتعداد مضامین شائع ہوئے جن کے ذریعے مختلف نقطہ ہائے نظر سامنے آئے، جنہیں پڑھ کر اندازہ ہوا کہ ہمارے ملک کے دانشور طبقے اور اصحاب فکر و نظر کی عظیم اکثریت اس بارے میں ژولیدہ فکری کا شکار ہے اور پاکستان کو ایک نظریاتی مملکت تسلیم کرنے سے گریزاں ہے۔ یہ ایک تلخ حقیقت ہے کہ ہمارے دانشور حضرات کی اکثریت سیکولر مزاج لوگوں پر مشتمل ہے جن کے نزدیک دین و مذہب کے حوالے سے بات کرنا خود اپنی ثقاہت کو مجروح کرنے کے مترادف ہے۔ لہٰذا اپنے فکر کا تانا بانا بنتے وقت وہ اس امر کا شعوری طور پر اہتمام کرتے ہیں کہ اسلام کا کوئی حوالہ ان کی تقریر یا تحریر میں نہ آنے پائے۔ مبادا ان کا نام بھی "ایں ہم بچہ شتراست" کے مصداق اکبر الہ آبادی کے "طرفداروں" کی فہرست میں شامل کر لیا جائے جو اپنے افکار و اشعار میں اسلام کا حوالہ دینے اور اللہ کا تذکرہ کرنے کے باعث اپنے دور کے "حلقہ ارباب ذوق" میں ناپسندیدگی کی نگاہ سے دیکھے جاتے تھے ؎

رقیبوں نے رپٹ لکھوائی ہے جا جا کے تھانے میں
کہ اکبر نام لیتا ہے خدا کا اس زمانے میں

ایسے لوگوں کا پاکستان کو ایک نظریاتی ریاست تسلیم نہ کرنا، قابل فہم ہے لیکن حیرت اور صدمہ اس بات پر ہے کہ وہ دانشور اور صحافی بھی جن کا شمار "اسلام پسند" اصحاب میں کیا جاتا ہے، اکثر و بیشتر اس باب میں شکوک و شبہات اور انتشار فکری کا شکار نظر آتے ہیں اور اپنے اخبار کالموں اور مضامین کے ذریعے دانستہ یا نادانستہ طور پر اسی انتشار فکری کو پھیلانے کے لئے سرگرم عمل ہیں۔

گزشتہ ماہ انہی صفحات میں ہم نے "اس راز خلافت کی تفسیر ہے پاکستان" کے عنوان سے اسی موضوع پر گفتگو کرتے ہوئے ملک کے معروف ماہر تعلیم، دانشور اور بزرگ صحافی علامہ شبیر بخاری کی ۱۹۴۴ء کی ایک نظم کا حوالہ دیا تھا جس کا ایک ایک حرف اس بات کی گواہی دے رہا تھا کہ قیام پاکستان کی جنگ اسلام کے نام پر ہی لڑی نہیں گئی بلکہ اس جدوجہد کا ہدف بھی اسلام کے نظام عدل اجتماعی یعنی نظام خلافت کا قیام تھا۔ علامہ بخاری صاحب ان دنوں علی گڑھ مسلم یونیورسٹی کے ایک طالب علم اور تحریک پاکستان کے ایک فعال سپاہی تھے لہٰذا ہم یہ کہنے میں حق بجانب ہیں کہ اس نظم کی صورت میں ان کے پیش کردہ افکار دراصل علی گڑھ کے نوجوانوں اور تحریک پاکستان کے باشعور کارکنوں کے جذبات و احساسات کی ترجمانی اور عکاسی کا درجہ رکھتے ہیں۔ تاہم اگر کوئی معترض یہ اعتراض کرنے پر تل جائے کہ شعر و شاعری میں حقیقت کا عمل دخل کم اور جذبات کا دخل زیادہ ہوتا ہے تو اس کی تسلی کے لئے ہم اس بارے میں محترم ڈاکٹر اسرار احمد صاحب کے موقف کا خلاصہ پیش کئے دیتے ہیں جو نہایت مدلل ہی نہیں انتہائی متوازن بھی ہے۔ امیر تنظیم اسلامی اور داعی تحریک خلافت ڈاکٹر اسرار احمد نے بھی اپنی کتاب "استحکام پاکستان" میں افہام و تفہیم کے انداز میں محکم اور ٹھوس دلائل سے ثابت کیا ہے کہ پاکستان کی اصل اساس سوائے دین و مذہب کے اور کوئی نہیں تھی۔ محترم ڈاکٹر صاحب اس مسئلے کی غیر معمولی اہمیت پر روشنی ڈالنے کے بعد کہ "قیام پاکستان کا اصل سبب کیا تھا؟ اور تحریک پاکستان کے اصل محرکات کیا تھے؟" اور اس ضمن میں معروف مسلم لیگی لیڈر میاں ممتاز دولتانہ کے نقطہ نظر اور سردار شوکت حیات کے موقف کا حوالہ دینے کے بعد کہ جن کی رائے میں بالترتیب تحریک پاکستان کا جذبہ محرکہ سیاسی اور معاشی تھا، لکھتے ہیں:

"اس نہایت پیچیدہ اور الجھے ہوئے مسئلے کے حل کی آسان ترین صورت یہ ہے کہ پہلے اس کی تین جداگانہ سطحوں (LEVELS) کا شعور حاصل کر لیا جائے اور پھر ہر سطح پر حقیقت کے جزوی ادراک کے بعد حقیقت کلی کی جانب پیش قدمی کی جائے! اس مسئلے کی تین جداگانہ سطحوں کے لئے بہترین تمثیل زمین پر پانی کی تین مختلف سطحوں کی صورت میں موجود ہے۔ چنانچہ ایک پانی وہ ہے جو سطح زمین پر دریاؤں اور ندی نالوں کی صورت میں بہہ رہا ہے۔ سب جانتے ہیں کہ وہ ظاہر و باہر پانی جو ہر انسان کو بچشم سر نظر آتا ہے یہی ہے، پانی کی دوسری سطح وہ ہے جہاں سے اسے کنوؤں اور ہینڈ پمپوں وغیرہ کے ذریعے نکالا جاتا ہے اور اس کے سوتے کہیں تیس چالیس فٹ گہرائی پر چل رہے ہوتے ہیں، کہیں ستر اسی فٹ کی گہرائی پر اور کہیں اس سے بھی نیچے، اور از منہ قدیم سے ماضی قریب تک دریاؤں اور ندیوں سے بعد اور فاصلے پر انہی زیر زمین سوتوں کا پانی بقائے حیات کا ذریعہ بنا رہا ہے۔ جبکہ پانی کی تیسری سطح وہ ہے جو سطح زمین سے کئی سو فٹ نیچے ہے اور جہاں سے زمانہ حال میں پینے کے لئے صاف و شفاف پانی ٹیوب ویلوں کے ذریعے نکالا جاتا ہے۔ بالکل اسی طرح پاکستان کی "ایجاد" یا "تکوین" (GENESIS) کے اسباب یا محرکات کو بھی بالکل تین علیحدہ سطحوں (LEVELS) پر سمجھا جا سکتا ہے:

اس کی پہلی اور نمایاں ترین سطح یہ ہے کہ "پاکستان اسلام کے نام پر قائم ہوا تھا!" چنانچہ یہ "ظاہر و باہر" حقیقت ہے جس سے انکار ممکن نہیں، بجز اس کے کہ کوئی سخت ڈھٹائی ہی پر اتر آئے اور حقیقت واقعی کے انکار پر کمر کس لے۔ اس کی حیثیت اس نوشتہ دیوار (WRITING ON THE WALL) کی ہے۔ جو ہر شخص کے سامنے رہتی ہو اور جس سے صرف نظر ممکن نہ ہو! یہی وجہ ہے کہ یہ بات پوری دنیا میں تسلیم کی جاتی ہے۔ قطع نظر اس سے کہ کسی کو پسند ہو یا ناپسند! ـــــ یہ ایک ناقابل تردید حقیقت ہے کہ پورے برصغیر کے مسلمانوں کو از درۂ خیبر تا راس کماری اور از مکران تا چٹا گانگ مسلم لیگ کے جھنڈے تلے جمع کرنے والا نعرہ بہرصورت "پاکستان کا مطلب کیا؟ لا الہ الا اللہ" ہی تھا اور اس سے ہرگز کوئی فرق واقع نہیں ہوتا کہ اس کے الفاظ بزرگوں نے متعین کئے یا نوجوانوں نے ترتیب دے لئے تھے۔

پھر بات صرف ایک نعرے کی نہیں ہے بلکہ ان واضح و غیر مبہم اور واشگاف و برملا بیانات و اعلانات کی ہے جن کے ذریعے پاکستان کے بانی و موسس اور تحریک پاکستان کے "قائد اعظم" نے مسلمانوں کی قومیت کی اساس "مذہب" کو، پاکستان کی منزل "اسلام" کو اور پاکستان کا دستور "قرآن" کو قرار دیا تھا اور قیام پاکستان کا مقصد یہ بیان کیا تھا کہ ہم پاکستان کے ذریعے عہد حاضر میں اسلام کے اصول حریت، مساوات اور اخوت کی جدید تفسیر اور عملی نمونہ پیش کرنا چاہتے ہیں!۔ اس حقیقت سے انکار کوئی نہایت ڈھیٹ شخص ہی کر سکتا ہے کہ ان اعلانات کے بغیر نہ مسلم لیگ ایک عوامی جماعت بن سکتی تھی نہ برصغیر پاک و ہند کے طول و عرض میں بسنے والے مسلمان ایک پلیٹ فارم پر جمع ہو سکتے تھے۔ یہ حقیقت اتنی ظاہر و باہر اور سطح زمین پہ بہنے والے دریاؤں اور ندیوں کے پانی کے مانند اتنی عیاں ہے کہ اس پر قلم و قرطاس کا مزید صرف تحصیل حاصل کے ذیل میں آئے گا"۔

اس اہم مسئلے کی دوسری سطح کے بارے میں جس کا تعلق اس نازک اور گہرے سوال سے ہے کہ "تحریک پاکستان کا اصل جذبہ محرکہ کیا تھا؟" محترم ڈاکٹر صاحب کے نزدیک اختلاف رائے کی بڑی گنجائش موجود ہے اور پوری دیانت داری اور خلوص و اخلاص کے ساتھ اس سوال پر غور کرنے کے باوجود آراء میں اختلاف ہو سکتا ہے۔ ڈاکٹر صاحب نے اپنا موقف بایں الفاظ بیان فرمایا ہے:

"ان سطور کے عاجز و حقیر راقم کے نزدیک اس سوال کا ایک منفی جواب تو بادنٰی تامل سامنے آ سکتا ہے اور اس پر اتفاق (CONSENSUS) بھی زیادہ مشکل،

(باقی صفحہ ۹)

شریعت کی بالا دستی کا معاملہ نواز شریف کے لئے بہت بڑے امتحان کی حیثیت رکھتا ہے

نواز شریف کی تمام تر کوششوں کے باوجود ملک کی اقتصادی گاڑی بدستور دلدل میں پھنسی ہوئی ہے

عدلیہ کے جرات مندانہ کردار کو امیدوں کے روشن چراغ کی حیثیت حاصل ہے

نواز شریف اسلام کے لئے کچھ کرنا چاہتے ہیں مگر کوئی مضبوط ہاتھ انہیں ایسا کرنے سے روکے ہوئے ہے

اللہ تعالیٰ کو راضی کئے بغیر ہماری بگڑی نہیں بن سکتی

"نواز حکومت کے چھ ماہ" کے موضوع پر امیر تنظیم اسلامی ڈاکٹر اسرار احمد مدظلہ کے ۵ ستمبر ۹۷ء کے خطاب جمعہ کی تلخیص

مرتب : نعیم اختر عدنان

"موجودہ مسلم لیگی حکومت کی چھ ماہ کی کارکردگی کا جائزہ" کے موضوع پر خطاب کرتے ہوئے امیر تنظیم اسلامی ڈاکٹر اسرار احمد مدظلہ نے فرمایا۔ نواز شریف کی حکومت کو قائم ہوئے چھ ماہ کا عرصہ ہو چکا ہے۔ اس قلیل مدت میں حکومت کی کارکردگی کے بارے میں اگرچہ حتمی رائے دینا درست نہیں ہے تاہم کسی بھی نئی حکومت کا ابتدائی عرصہ بہت سے اعتبارات سے اہم ترین ہوتا ہے۔ چنانچہ اس حوالے سے حکومت کی کارکردگی کے بارے میں قومی اخبارات میں صحافیوں اور دانشوروں کے تجزیئے اور جائزے شائع ہوئے ہیں۔ یہ تجزیئے اور جائزے اکثر و بیشتر متوازن و معتدل نہیں ہوتے، حکومت کے بارے میں نرم گوشہ رکھنے والے لوگ حکومت کے حق میں اور اپوزیشن کے لوگ مخالفانہ انداز اختیار کرتے ہیں، تاہم ارشاد احمد حقانی جیسے معتدل صحافی بھی موجود ہیں جو اپنی ذاتی رائے کی بنیاد پر بات لکھتے ہیں۔ لیکن اس کے باوجود ہمارے صحافی ہوں یا دانشور، اکثر کا نقطہ نظر سیکولر انداز فکر کا حامل ہوتا ہے جبکہ ہمارے ملک کا ایک خاص معاملہ اور اس کی ایک خاص "ترکیب" ہے۔ بقول علامہ اقبال ؎

"اپنی ملت پر قیاس اقوام مغرب سے نہ کر
خاص ہے ترکیب میں قوم رسول ہاشمی "

اس کا سو فیصد انطباق صرف اور صرف پاکستان پر ہوتا ہے جو اسلام کے نام پر وجود میں آیا اور جس کی بقا اور استحکام کا دار و مدار بھی اسلام ہی پر ہے۔

دوسری جانب یہ بھی ایک تلخ حقیقت ہے کہ ہماری قوم کی عظیم اکثریت کا مزاج سیکولر اور سوچ مادہ پرستانہ ہے۔ چاہے دین کی محبت کے بلند بانگ نعرے خواہ ہم کتنے ہی لگائیں، سچی بات یہ ہے کہ دنیا کی محبت اور مادہ پرستی ہمارے رگ و پے میں سرایت کر چکی ہے۔

اب آیئے حکومت کی کارکردگی کی جانب تو اس حوالے سے اہم ترین میدان معاشیات کا ہے۔ گزشتہ چھ ماہ کے عرصہ میں عام اشیائے صرف کی قیمتوں میں قدرے استحکام رہا ہے لیکن اس کے باوجود ملکی معیشت کی گاڑی بحیثیت مجموعی ابھی تک جمود کا شکار ہے۔ اگرچہ میاں محمد نواز شریف نے معیشت کو سنبھالا دینے کی سرتوڑ کوششیں کیں مگر کچھ زیادہ بہتری پیدا نہیں ہو سکی۔ معیشت کی اس زبوں حالی کا الزام کسی ایک حکومت کو دینا بے انصافی ہے، خواہ یہ حکومت میاں نواز شریف کی ہو یا محترمہ بے نظیر کی۔ گزشتہ نصف صدی سے پوری قوم نے قرضوں کے بل بوتے پر مصنوعی خوشحالی کی زندگی بسر کی ہے، ترقیاتی کاموں کے لئے ان قرضوں کو کرپٹ بیوروکریسی اور بدعنوان سیاست دان ہڑپ کر گئے۔ چنانچہ قومی ترقی کا کوئی کام نہ ہو سکا۔ اگرچہ یہ حقیقت اپنی جگہ موجود ہے کہ قرض کی مے مسلسل پچاس برس پینے کا نتیجہ یہ نکلا ہے کہ آج ہم عالمی بینک اور آئی ایم ایف جیسے "عالمی مہاجن" کی ایک آسامی بن کر اس کے اشاروں پر کٹھ پتلی کی طرح ناچنے پر مجبور ہیں، تاہم ہر آنے والی حکومت معاشی تباہی کا الزام سابقہ حکومت کو دیتی ہے۔ معیشت کی اس دگرگوں حالت کی درستگی کا کام کوئی ایسی انقلابی قیادت ہی سرانجام دے سکتی ہے۔ جو قوم کو ہر قسم کی قربانی پر آمادہ کر سکتی ہو۔ جنرل حمید گل صاحب نے بھی کہا ہے کہ قرضوں کو واپس کرنے سے انکار کر دیا جائے اس لئے کہ اس کے بغیر معیشت کسی طرح بھی درست نہیں ہو سکتی۔ مگر ایسا جرات مندانہ

امیر تنظیم اسلامی امریکہ کے دورہ سے واپسی پر مسجد دارالسلام باغ جناح لاہور میں اجتماع جمعہ سے خطاب کرتے ہوئے

اعلان ایک مضبوط انقلابی قیادت ہی کر سکتی ہے۔ مختصراً یہ کہ تمام تر کوششوں کے باوجود ملک کی اقتصادی گاڑی بدستور دلدل میں پھنسی ہوئی ہے۔

صدر کے اختیارات کے خاتمے اور فلور کراسنگ پر پابندی کے قانون کی وجہ سے سیاسی سطح پر بظاہر زبردست استحکام نظر آ رہا ہے' لیکن حقیقت میں یہ بالکل مصنوعی ہے۔ حقیقی سیاسی استحکام کا سب سے بڑا پیمانہ کالاباغ ڈیم کی تعمیر ہے۔ مسلم لیگ اپنی حلیف جماعت "اے این پی" سے قومی اہمیت کے حامل اس ناگزیر منصوبے کی تعمیر کا فیصلہ بھی اگر نہیں منوا سکتی تو پھر اسے سیاسی استحکام کیسے کہا جا سکتا ہے۔ اگر ہم فی الواقعہ ایک قوم ہوتے تو کالاباغ کبھی کا بن چکا ہوتا۔

امن و امان کی صورتحال پہلے سے کافی بہتر ہے۔ دہشت گردی کے واقعات پر بڑی حد تک قابو پالیا گیا ہے۔ اگرچہ دہشت گردی کے خلاف سخت ترین قانون اور خصوصی عدالتوں کے قیام کی وجہ سے ممکن ہوا ہے جو دنیا کے معروف جمہوری معیارات کے مطابق انسانی حقوق کی خلاف ورزی کے ذیل میں آتی ہیں۔ میں نے میاں نواز شریف سے ملاقات میں بھی ان پر واضح کیا تھا کہ اس مسئلے کا اصل حل یہ ہے کہ عدالتی پروسیجرل لاز کے معاملے میں وفاقی شرعی عدالت پر عائد پابندیاں ختم کر کے ان کو شریعت کے تابع لایا جائے اور جرائم پر قابو پانے کے لئے شرعی سزاؤں کے ساتھ ساتھ اسلام کا قانون شہادت بھی پوری طرح نافذ العمل کیا جائے۔ لیکن اگر ہم یہ طے کر چکے ہیں کہ ہمیں شریعت کی طرف نہیں آنا بلکہ سیکولر انداز ہی سے کام کرنا ہے تو پھر خصوصی عدالتوں کے بارے میں اعلیٰ عدلیہ کا موقف درست ہے۔ یا تو صاف اور سیدھے طریقے سے اسلام سے رہنمائی حاصل کی جائے یا پھر مروجہ سیکولر راستہ ہی سیدھی طرح اپنایا جائے یا چناں کن یا چنیں۔ دہشت گردی کا قانون اور خصوصی عدالتوں کا قیام عدلیہ سے محاذ آرائی اور ٹکراؤ کا سبب ہے۔ اسی طرح سپریم کورٹ میں ججوں کی تعداد کو کم کرنے کا حکومتی اقدام بھی اس محاذ آرائی میں اضافے کا باعث بنا ہے۔ ان حالات میں ملک کی عدلیہ کے جراتمندانہ کردار کو امیدوں کے روشن چراغ کی حیثیت حاصل ہے۔

جہاں تک احتساب کا معاملہ ہے اس کا تیاپانچہ ہو چکا ہے' احتساب کے غبارے سے ہوا نکل چکی ہے۔ میں دو ماہ قبل یہ بات کہہ چکا ہوں کہ ۸۵ء سے ۹۵ء تک کے دور کو احتساب سے مستثنیٰ کرنے سے احتساب کے عمل کو شدید دھچکا لگا ہے۔ سوال یہ ہے کہ احتساب ۸۵ء سے کیوں نہیں؟ یہی وہ دور ہے جس میں ایل ڈی اے کے پلاٹوں کے حوالے سے نواز شریف صاحب کے خلاف باقاعدہ ایف آئی درج ہیں۔ احتساب کمیشن پر احتساب سیل کو حاکم بنا کر احتسابی عمل کا مزید حلیہ بگاڑ دیا گیا ہے۔ جماعت اسلامی بھی احتساب' احتساب کے نعرے لگا رہی ہے۔ تنظیم اسلامی نے جنرل (ر) محمد حسین انصاری کی خدمات جن کے پاس اس ضمن میں اہم شواہد موجود ہیں' جماعت اسلامی کے احتساب سیل کو فراہم کر دی ہیں۔ اب دیکھنا یہ ہے کہ جماعت اس بارے میں کیا پیش رفت کرتی ہے۔

> "ملک کے نظریاتی تشخص کو مضبوط کئے بغیر بھارت سے تجارتی تعلقات اور ثقافتی روابط کی بحالی خودکشی کے مترادف ہے"

افغانستان کی طالبان حکومت کو تسلیم کرنا حکومت کا درست فیصلہ تھا مگر اس سلسلے میں ایران کی حکومت کو بھی آمادہ کرنے کی بھرپور کوشش کی جانی چاہئے تھی کہ وہ افغانستان کی طالبان حکومت کو تسلیم کرے۔ ایران اور پاکستان کے مابین تاریخی' مذہبی' ادبی لحاظ سے گہرے روابط ہیں' ان کو بروئے کار لا کر طالبان حکومت اور ایران میں مصالحت کرانی چاہئے۔ افغانستان میں استحکام کے لئے ایران کا تعاون حاصل کرنا ہماری خارجہ پالیسی کا بنیادی محرک ہونا چاہئے۔ جہاں تک اس الزام کا تعلق ہے کہ طالبان کی مدد برطانیہ اور امریکہ نے کی تھی تو پورے افغان جہاد کو بھی تو امریکہ نے سپورٹ کیا تھا۔ اگر امریکہ سے مدد لینا جرم ہے تو اس کا جرم کا ارتکاب پورے افغان جہاد میں ہوا ہے۔ پاکستان ایران سے تعاون حاصل کرنے کے لئے اسے یقین دلائے کہ پاکستان افغانستان میں امریکہ کے حاشیہ بردار اور اس کے ایجنٹ کے طور پر رول پلے نہیں کر رہا۔

> "جناب میاں محمد نواز شریف صاحب! ہم یہ کہنے میں حق بجانب ہیں کہ آپ کے آنے سے پہلے بھی اسلام کی جان پر بنی ہوئی تھی اور آپ کے آنے کے بعد بھی اسلام کسمپرسی کی حالت میں ہے"

پاک بھارت مفاہمت کے حوالے سے نواز حکومت شدید ناکامی کا سامنا کرنا پڑا ہے۔ میرا مستقل موقف ہے کہ کشمیر کے مسئلہ کو تقسیم ہند کے نامکمل ایجنڈے کی حیثیت سے دو طرفہ مذاکرات کے ذریعے حل کیا جائے' اس سلسلے میں ایران اور چین کے روابط کو بھی کام میں لایا جائے لیکن امریکہ اور اقوام متحدہ کا مسئلہ کشمیر کے ضمن میں قطعاً کوئی عمل دخل نہیں ہونا چاہئے' اس لئے کہ کشمیر کے معاملے میں خود امریکہ بہادر کی نیت خراب ہے۔ میں معروف معنوں میں سیاسی آدمی نہیں ہوں اس لئے اپنی یہ رائے بھی پیش کرنے میں جھجک محسوس نہیں کرتا کہ بھارت کی بنیا ذہنیت کو اگر تجارتی تعلقات کے حوالے سے گویا کسی قدر رشوت دے کر بھی مسئلہ کشمیر پر مذاکرات کے لئے آمادہ کر لیا جائے تو حرج کی کوئی بات نہیں ہے مگر اس کے ساتھ ہی میں یہ بات بھی واضح کر دینا چاہتا ہوں کہ ملک کے نظریاتی تشخص کو جو اسلام سے وابستہ ہے' مستحکم کئے بغیر بھارت سے تجارتی تعلقات اور ثقافتی روابط کی بحالی خودکشی کے مترادف ہو گا۔ ہم دستور کی سطح پر اسلام کو سپریم حیثیت دے کر اپنے نظریاتی تشخص کو مضبوط بنا لیں تو یہ چیز بھارت کے پرتھوی میزائلوں سے بھی زیادہ طاقتور ثابت ہو گی' ہمارے پاس قرآن مجید کی شکل میں عظیم انقلابی نظریہ موجود ہے جبکہ بھارت کا ہندو نظریئے نام کی کسی شے کا حامل نہیں ہے۔ ہمیں اسلام کے مثبت پیغام کے ذریعے سے ہندو کے ذہن تک رسائی حاصل کرنی چاہئے۔ اس لئے کہ ؎

جو دلوں کو فتح کر لے وہی فاتح زمانہ

بھارت کا دانشور اور صحافی طبقہ تو مسئلہ کشمیر کے حل کے لئے دو طرفہ مذاکرات پر بہت حد تک آمادہ ہے مگر بھارت کی حکومت نے نواز شریف کی دوستی اور مفاہمت کی ہر پیشکش کو حقارت سے ٹھکرا دیا ہے۔ اب اسے نواز شریف حکومت کی بدقسمتی کہئے یا پوری قوم کی شامت اعمال کا نام دیجئے کہ بھارت کی موجودہ حکومت سیاسی طور پر نہایت غیر مستحکم ہے اور اس معاملے میں مصالحت کا رویہ اختیار کرنے سے قاصر ہے۔ ایئر مارشل نور خان کی یہ گوہر افشانی کہ مسئلہ کشمیر کی کوئی اہمیت نہیں ہے' بالکل غلط اور نامناسب ہے۔ کشمیر کا مسئلہ پاکستان کے لئے انتہائی اہمیت کا حامل ہے۔ اس مسئلہ کے حل کے بغیر پاکستان اور بھارت کے مابین مفاہمت کی فضا قائم نہیں ہو سکتی۔ قائد اعظم پاک بھارت تعلقات کو امریکہ اور کینیڈا کے مابین تعلقات کی سطح پر دیکھنا چاہتے تھے مگر اس کے راستے میں بھارت کا رویہ رکاوٹ بنا ہوا ہے۔ بھارت کا موجودہ رویہ پاکستان کے لئے قطعاً قابل قبول نہیں ہے اور شاید نواز شریف بھی

اپنی موجودہ پالیسی پر نظرثانی پر مجبور ہو جائیں۔
مذکورہ بالا تمام مسائل بلاشبہ پاکستان کے لئے اہم ہیں مگر یہ تمام مسائل نتیجہ ہیں اس امر کا کہ ہم اللہ تعالیٰ سے کئے گئے عہد سے غداری اور بے وفائی کے مرتکب ہوئے ہیں اور اسی بدعہدی کی سزا بھگت رہے ہیں۔ ہم پچاس سال گزرنے کے بعد شاید وعدہ خلافی کا جشن منا رہے ہیں۔ پاکستان ایک نظریئے کی بنیاد پر قائم ہوا مگر اس نظریئے ہی کو عملی جامہ پہنانے سے انحراف ہمارا مستقل شعار رہا ہے لہٰذا ہم جب تک پاکستان کو اسلامی ریاست میں تبدیل نہیں کرتے' اس وقت تک ہمارا مسئلہ حل نہیں ہوگا' گویا ع
"علاج اس کا وہی آبِ نشاط انگیز ہے ساقی"۔

> "اسے نواز شریف حکومت کی بدقسمتی کہئے یا پوری قوم کی شامت اعمال کا نام دیجئے کہ بھارتی حکومت نے نواز شریف کی دوستی اور مفاہمت کی ہر پیشکش کو حقارت سے ٹھکرا دیا ہے"

۳ فروری کے الیکشن میں پاکستان کی بانی جماعت مسلم لیگ کو میاں نواز شریف کی قیادت میں غیر معمولی کامیابی حاصل ہونے سے امیدوں کے چراغ روشن ہوئے کہ پچاس سال بعد تحریک پاکستان کا یہ جذبہ پھر بیدار ہو جائے اور ہمیں اپنی بھولی ہوئی منزل یاد آ جائے' پھر میاں محمد شریف صاحب کی اپنے تینوں بیٹوں کے ساتھ مجھ جیسے درویش کی کٹیا پر آمد سے صحافتی اور سیاسی حلقے ششدر رہ گئے کہ یہ "انہونی" کیونکر ہو گئی' اسے کئی معنی پہنائے گئے۔ پھر وزیر اعظم سے ہماری بار بار کی گفتگو کا یہ مثبت نتیجہ سامنے آیا کہ وزیر اعظم ہاؤس میں تنظیم اسلامی کی مجلس عاملہ کے سامنے میاں نواز شریف نے اپنے سینئر ساتھیوں کی موجودگی میں راجہ ظفر الحق صاحب سے دو مرتبہ کہا کہ راجہ صاحب شریعت کی بالادستی کے قیام کے لئے بل تیار کیجئے' مگر اس کے باوجود افسوس کہ تاحال اس معاملے میں کوئی پیش رفت سامنے نہیں آئی۔ مسلم لیگ کو حاصل موجودہ غیر معمولی مینڈیٹ نواز شریف کے لئے بہت بڑا امتحان ہے۔ نواز شریف سے پہلے بھی کئی حکمران ہو گزرے ہیں۔ اپنی کرسی کو مضبوط کہنے والا تختہ دار پر جھول گیا اور اپنے آپ کو "قادر مطلق" کہنے والا بھی تقدیر الٰہی کے مقابلے میں بے بسی اور لاچاری کا نشان بن گیا۔ جناب نواز شریف صاحب! ہم یہ کہنے میں حق بجانب ہیں کہ آپ کے آنے سے پہلے بھی اسلام کی جان پر بنی ہوئی تھی اور آپ کے آنے کے بعد بھی اسلام کسمپرسی کی حالت میں ہے۔ آپ کی جانب سے کئے گئے پختہ وعدوں کے باوجود اسلام کی جانب پیش رفت ہنوز سامنے نہیں آسکی۔ یہ درست ہے کہ آپ دونوں بھائی اپنے انداز میں حالات کو بہتر بنانے کے لئے شدید محنت و مشقت کر رہے ہیں لیکن اگر آپ نے شریعت کی بالادستی کی طرف مثبت پیش رفت نہ کی تو شدید اندیشہ ہے کہ اس شدید محنت و مشقت کے عوض میں دنیا و آخرت کا خسارہ آپ کے حصے میں آئے۔ ۳ فروری کے الیکشن میں مسلم لیگ کی فتح کے نتیجے میں "بے نظیر کی پیپلز پارٹی" کی موت واقع ہو چکی ہے' ان کی موت کے بعد مسلم لیگ کو "استخلاف" حاصل ہوا ہے۔ چنانچہ نواز شریف اور ان کے والد ماجد ایک بہت بڑے امتحان سے گزر رہے ہیں' اس امتحان میں ناکامی بہت بڑے خسارے کا موجب ہو گی!

میری دیانت دارانہ رائے یہ ہے نواز شریف واقعتاً خلوص کے ساتھ اسلام کے لئے کچھ کرنا چاہتے ہیں مگر شاید کوئی بہت مضبوط ہاتھ انہیں ایسا کرنے سے روکے ہوئے ہے' یہ خفیہ ہاتھ ان کی حلیف جماعتیں بھی ہو سکتی ہیں اور بیرونی طاقتیں بھی۔ نواز شریف صاحب اگر اپنی پارلیمانی پارٹی کو قائل کرنے کے لئے مجھے موقع فراہم کریں تو میں اس کے لئے نواز شریف سے تعاون کرنے کے لئے تیار ہوں۔ میں یہ سب کچھ اس گہرے احساس کی بنیاد پر کہہ رہا ہوں کہ میری نگاہوں کے سامنے پاکستان ڈوب رہا ہے۔ پاکستان صرف مسلمانان پاکستان کی جاگیر نہیں ہے بلکہ اس کا قیام تو برصغیر کے تمام مسلمانوں کی بے پناہ قربانیوں کا مرہون منت ہے۔ بھارتی مسلمان آج بھی پاکستان کی حمایت کے "جرم" کی سزا بھگت رہا ہے' اگر پاکستان میں اسلام نہ آیا تو اس کے حصے بخرے ہو جائیں گے' اگر کالا باغ ڈیم نہ بنا تو ملک صحرا بن جائے گا۔ اللہ تعالیٰ ہم سے ناراض ہو چکا ہے' اسے راضی کئے بغیر ہماری بگڑی نہیں بن سکتی۔ ایک خوش آئند بات یہ ہوئی ہے کہ تنظیم اسلامی پشاور کے رفقاء کے رابطے کرنے پر مسلم لیگ کے سینئر نائب صدر جناب اعجاز الحق نے تنظیم اسلامی کی تکمیل دستور خلافت مہم کی تائید کرتے ہوئے اپنے کنونشن میں اس کی تائید میں باقاعدہ قرارداد منظور کروائی اور وعدہ کیا کہ وہ نفاذ اسلام کے لئے اپنے اثر و رسوخ کو استعمال کریں گے۔ ضیاء الحق مرحوم نفاذ اسلام کا جو کام ادھورا چھوڑ کر گئے تھے اسے ان کے فرزند جناب اعجاز الحق اگر آگے بڑھانے کے لئے میدان میں آئیں تو یہ بڑی سعادت کی بات ہوگی۔ تکمیل دستور خلافت مہم کی تائید کرنے پر ہم ان کا شکریہ ادا کرتے ہیں۔ ملک و ملت کو درپیش نازک صورتحال میں ہماری اللہ تعالیٰ ہی سے دعا ہے' اسی سے ہمارا استغاثہ ہے کہ اے اللہ ہمیں اجتماعی توبہ کرنے کی توفیق عطا فرما کر ملک کو اسلام کا گہوارہ بنانے کی ہمت اور توفیق مرحمت فرمادے۔ (آمین)!

آئندہ گولڈن جوبلی پر بھارت کیسا ہوگا؟

بھارت کا نقشہ 2047ء میں تبدیل ہو جائے گا اور 10 نئی ریاستیں (صوبے) وجود میں آ جائیں گے۔ موجودہ (مقبوضہ) ریاست جموں و کشمیر تین ٹکڑوں میں بٹ جائے گا اور لداخ' کشمیر اور جموں کے نام سے تین نئی ریاستیں قائم ہو جائیں گی۔ ایک بھارتی جریدے انڈیا ٹوڈے نے اپنی گولڈن جوبلی اشاعت میں "آئندہ 50 برس بعد بھارت کی شکل و صورت کیسی ہو گی؟" کے موضوع پر ایک تحقیقی مضمون شائع کیا ہے جس میں موجودہ سیاسی' سماجی' معاشی' دفاعی اور دوسرے شعبوں کے حالیہ رجحانات کے حوالے سے مستقبل کے بھارت کی تصویر کشی کی گئی ہے۔ رپورٹ کے مطابق 2005ء اور 2010ء کے درمیان بھارت میں دیہی اور سماجی ایشوز کی بنیاد پر سیاسی انقلاب کی لہر اٹھے گی۔ محروم طبقے زیادہ طاقتور بن کر سامنے آئیں گے۔ قبائلی بیداری کا عمل تیز ہو جائے گا خصوصاً وسطی اور شمال مشرقی بھارت میں اس حوالے سے تیز رفتار تبدیلیاں رونما ہوں گی۔ ملکی آبادی کا ایک بڑا حصہ اچھوت (دلت) مساوات اور برابری کے مطالبہ کو دھڑلے سے منوانے کے لئے دو ٹوک اعلان کر دے گا۔ بہار اور آندھرا پردیش میں زرعی اور سماجی ایشوز پر سیاسی انقلاب کا عمل زیادہ تیز ہو گا جو بالآخر تبدیلی کا راستہ بنے گا۔ رپورٹ کے مطابق مختلف طبقوں کو اکاموڈیٹ کرنے کے لئے پنچایتی راج اور چھوٹی یا قبائلی ریاستوں کی تخلیق کا راستہ نکالا جائے گا' جس کے نتیجے میں 2047ء میں بھارت کا نقشہ خاصا مختلف ہو گا اور اتر پردیش' مدھیہ پردیش' بہار' مہاراشٹر اور آندھرا پردیش جیسی بڑی بڑی ریاستیں ٹوٹ پھوٹ جائیں گی اور 50 یا اس سے بھی زائد نئی ریاستیں وجود میں آ جائیں گی۔ رپورٹ کے مطابق نصف صدی بعد بھارت میں دس نئی ریاستیں کشمیر' لداخ' جموں' اتر کھنڈ' گورکھالینڈ' بوڈولینڈ' ودھاربھا' جھاڑکھنڈ' چھاتس گڑھ' تیلن گانا وجود میں آ جائیں گی۔ بھارت جو 1997ء میں ایک زرعی ملک ہے' 2047ء میں ایک صنعتی ملک بن چکا ہو گا۔ اس کی موجودہ آبادی کا 60 فیصد زراعت سے منسلک ہے جس کا قومی آمدنی میں حصہ صرف 30 فیصد ہے۔ 2047ء میں بھارت کی صرف 12 فیصد آبادی کی معیشت کا انحصار زراعت پر ہو گا۔ ملک میں صنعتی انقلاب کی وجہ سے فی کس آمدنی

(باقی صفحہ ۱۱ پر)

جنرل اسمبلی میں تمام ممالک کی حیثیت ایک جیسی ہے لیکن اس کے پاس قوت نافذہ نہیں ہے

اگر اصلاح کی کوئی صورت نہ نکالی گئی تو اقوام متحدہ کا انجام بھی لیگ آف نیشنز سے مختلف نہیں ہو گا

امریکہ اپنے سیاسی مفادات کے حصول کیلئے دنیا بھر میں جو کارروائیاں کرتا ہے اس کیلئے اقوام متحدہ کے کاندھے استعمال کرتا ہے

مرزا ایوب بیگ' لاہور

دوسری جنگ عظیم کے خاتمے کے بعد ایک ایسے بین الاقوامی ادارے کی ضرورت شدت سے محسوس کی گئی جو دنیا کے مختلف ممالک کے مابین تنازعات کو حل کرنے کی صلاحیت رکھتا ہو' علاوہ ازیں غریب اور پسماندہ ممالک میں تعلیم' صحت اور ترقیاتی کاموں کے لئے مالی اور فنی امداد مہیا کرے۔ لیگ آف نیشنز کی ناکامی کے بعد کسی نئے بین الاقوامی ادارے کو قائم کرنے کے مسئلے میں اہم ترین چیز اسے مضبوط اور پائیدار بنیاد فراہم کرنا تھا تاکہ اسے لیگ آف نیشنز جیسے انجام سے بچایا جا سکے لہٰذا ۲۵ اپریل ۱۹۴۵ء سے ۲۶ جون ۱۹۴۵ء تک پچاس ممالک کے نمائندوں کے مابین سان فرانسسکو' امریکہ میں طویل بحث مباحثے کے بعد ایک عالمی ادارے کے قیام کا فیصلہ ہوا اور اس کے لئے ایک چارٹر تیار کر لیا گیا جس پر ان پچاس ممالک نے دستخط کر دیئے۔ امریکہ کے صدر روزویلٹ نے اس عالمی ادارے کا نام U.N.O یعنی United Nations Organization تجویز کیا جس کو متفقہ طور پر منظور کر لیا گیا۔ دنیا کا ہر ملک جو اس چارٹر سے اتفاق کرتا ہو یا اقوام متحدہ کی نظر میں وہ اس کی شرائط کو پورا کرنے کی اہلیت رکھتا ہو' اس ادارے کا ممبر بن سکتا ہے۔ ۲۴ اکتوبر ۱۹۴۵ء کو U.N.O کے قیام کا باقاعدہ اعلان کر دیا گیا۔ آج ۵۲ سال بعد اس کے ممبران کی تعداد پچاس سے بڑھ کر ایک سو چوراسی ہو چکی ہے۔ ماہ ستمبر میں اس کا سالانہ اجتماع ہوتا ہے۔ اقوام متحدہ نے انگریزی' فرانسیسی' چینی' روسی' عربی اور ہسپانوی زبان کو سرکاری حیثیت دی ہوئی ہے۔ بین الاقوامی امن اور سلامتی کی فضا کو قائم کرنا اور اس مقصد کو حاصل کرنے کے لئے مسلح جارحانہ اقدامات کے خلاف خواہ وہ دنیا کے کسی حصے میں ہوں' امن قائم کرنے کی موثر اجتماعی تدبیر کرنا اقوام متحدہ کے بنیادی مقاصد میں سے ہے۔ کسی ملک کی خود مختاری پر ضرب آئے بغیر اقوام عالم کے مابین دوستانہ تعلقات استوار کرنا اور اقتصادی' معاشرتی اور ثقافتی نوعیت کے بین الاقوامی مسائل کو نسل' زبان اور مذہب کی تفریق کے بغیر حل کرنے میں مدد دینا اقوام متحدہ کے چارٹر کے مطابق اس کے فرائض میں شامل ہے۔ اقوام متحدہ کسی ملک کے اندرونی معاملات میں مداخلت نہیں کر سکتا سوائے اس صورت میں کہ بین الاقوامی امن برقرار رکھنے کے لئے ایسا کرنا ناگزیر ہو جائے تو طے شدہ طریقہ کار کی منظوری کے بعد وہ کسی ملک کے اندرونی معاملے میں بھی مداخلت کا مجاز ہے۔

اقوام متحدہ کا تنظیمی ڈھانچہ ۶ شعبوں پر مشتمل ہے:

۱) جنرل اسمبلی
۲) سلامتی کونسل
۳) بین الاقوامی عدالت انصاف
۴) تولیتی کونسل
۵) اقتصادی اور معاشرتی کونسل
۶) سیکرٹریٹ

جنرل اسمبلی میں سب ممبران کی حیثیت ایک جیسی ہے اور ہر ممبر کا ایک ووٹ ہے' اکثر معاملات کا فیصلہ حاضر ووٹوں میں سے اکثریتی رائے پر ہوتا ہے۔ جنرل اسمبلی اپنے اجلاس میں ہر مسئلے پر گفت و شنید کر سکتی ہے سوائے ان مسائل کے جو سلامتی کونسل میں پیش ہو چکے ہوں۔ جنرل اسمبلی سلامتی کونسل کے غیر مستقل ارکان کا انتخاب کرتی ہے اور سلامتی کونسل کے ساتھ مل کر سیکرٹری جنرل اور عدالت انصاف کے ججوں کا تقرر بھی کرتی ہے۔ سلامتی کونسل کو اقوام متحدہ میں اہم ترین حیثیت حاصل ہے اس کے کل پندرہ ممبر ہوتے ہیں جن میں سے ۵ مستقل اور ۱۰ غیر مستقل جو صرف دو سال کے لئے منتخب ہوتے ہیں۔ سلامتی کونسل کو پندرہ روز میں کم از کم ایک اجلاس کرنا ہوتا ہے۔ سلامتی کونسل میں دو طرح کے معاملات پیش ہوتے ہیں۔ ایک عام ضابطے اور طریق کار سے متعلق امور اور دوسرے وہ معاملات جسے کونسل انتہائی اہمیت کے معاملات سمجھتی ہو پہلی قسم کے معاملات کے فیصلے عام اکثریت سے کئے جاتے ہیں جبکہ اہم نوعیت کے فیصلوں کے لئے تین غیر مستقل ممبران کی رائے سے اور پانچوں کے پانچوں مستقل ارکان کی مرضی سے کئے جاتے ہیں' بالفاظ دیگر مستقل ارکان میں سے ہر ایک کو ویٹو کا حق دیا گیا ہے۔ اگر دو یا زائد ممبران کے درمیان کوئی جھگڑا پیدا ہو جائے تو سلامتی کونسل فریقین کو مجبور کرتی ہے کہ وہ باہمی افہام و تفہیم یا ثالثی کے ذریعے بغیر جنگ کئے اس مسئلے کو حل کریں۔

اقوام متحدہ کا تیسرا اہم ادارہ بین الاقوامی عدالت انصاف ہے جس کا صدر دفتر ہیگ یعنی ہالینڈ میں قائم ہے۔ اس کے ججوں کی تعداد ۱۵ ہے جن کا جنرل اسمبلی اور سلامتی کونسل مشترکہ طور پر تقرر کرتی ہے۔ اس کے دائرہ اختیار میں وہ تمام موضوعات شامل ہیں جو ممبر ملک اس کے سامنے پیش کرے' چنانچہ یہ عدالت تمام بین الاقوامی تنازعات اور معاملات کا فیصلہ کر سکتی ہے۔ بین الاقوامی قانون اور معاہدوں کی تشریح کا کام بھی یہی عدالت کرتی ہے۔ اس عدالت کے فیصلے حتمی ہوتے ہیں اور ان کے خلاف کوئی اپیل نہیں کی جا سکتی۔

ستمبر کا مہینہ کیونکہ اقوام متحدہ کی جنرل اسمبلی کے عام اجلاس کا مہینہ ہے لہٰذا ضروری سمجھا گیا ہے کہ اس ماہ ادارے کے بارے میں ضروری معلومات قارئین ندائے خلافت کو فراہم کر دی جائیں۔ اقوام متحدہ کے تنظیمی ڈھانچے کے چھ شعبوں میں سے جنرل اسمبلی' سلامتی کونسل اور بین الاقوامی عدالت انصاف کیونکہ زیادہ اہم ہیں لہٰذا درج بالا سطور میں ان کا انتہائی مختصر تعارف کروایا گیا ہے۔ اقوام متحدہ کا چارٹر' اس کے تنظیمی ڈھانچے کے ہر شعبے کے قواعد و ضوابط اور اہداف و مقاصد بعض استثنائی معاملات کو چھوڑ کر ظاہری طور پر اتنے پرکشش اور

(باقی صفحہ ۱۲ پر)

خواتین کے لئے صرف الگ ٹرانسپورٹ سسٹم ہی کا مطالبہ کیوں؟

ہدایت ربانی سے بے بہرہ تہذیب نے مسلمان عورت کی نگاہوں کو بھی خیرہ کر دیا ہے

اسلام نے عورت کے فطری دائرہ کار کا تعین کر کے اس کے حقوق و فرائض کو معین کر دیا ہے

تحریر : نعیم اختر عدنان

جتھے مرداں دا نہیں وس چلدا' اوتھے عورت وچاری کی کرے۔ ٹرانسپورٹ دی مشکلاں نیں' رستے عورتاں دے ڈکے۔ گھر ہووے پانویں باہر ہووے' عورت ہر جا خوار ہووَے۔ و یکھن نوں زنانیاں سیٹاں' من پر چاون مرداں دے۔ سب نظام تاں رہے اک پاسے' ٹرانسپورٹ دی مرداں جوگا۔ اے کوڑیاں ریتاں نیں' سینکڑے ویگناں وچ دو زنانیاں سیٹاں نیں۔ ویگن دی اڈیک' ساڈی خوشیاں اتے لیک۔

گزشتہ ہفتے لاہور ٹریفک پولیس کی طرف سے "لوک رھس" کے نام سے قائم ایک این جی او کے تعاون سے خواتین کے لئے نئے ٹرانسپورٹ سسٹم کے قیام کی ضرورت کو اجاگر کرنے کے لئے بھرپور انداز میں تشہیری مہم چلائی گئی۔ اس مہم میں خوبصورت پوسٹرز' بینرز اور سٹکرز استعمال کئے گئے۔ سطور بالا میں درج شدہ پنجابی زبان میں ترتیب دیئے گئے سلوگن اسی تشہیری مہم کا حصہ ہیں۔ پہلی دفعہ کسی این جی او نے خواتین کو درپیش انتہائی اہم عملی مسئلے کی جانب حکومت اور معاشرے کے افراد کی توجہ مبذول کرانے کی بھرپور کوشش کی۔

اللہ تعالیٰ نے آخری کتاب ہدایت قرآن حکیم میں عورتوں کے حقوق و فرائض کے ضمن میں بڑی وضاحت اور صراحت کے ساتھ بحث کی ہے۔ خود نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اہل ایمان کو عورت کے عزت و احترام کو ملحوظ رکھنے کا حکم بھی دیا اور خود آپؐ کی حیات مبارکہ احترام نسوانیت کی روشن مثالوں سے مزین ہے۔ اس حقیقت کا اعتراف ہر کس و ناکس کو لازماً کرنا پڑتا ہے کہ انسان کی دو اصناف یعنی مرد اور عورت کے جسمانی' نفسیاتی خصائص و افعال یکسر ایک دوسرے سے مختلف ہیں۔ چنانچہ اہل دانش کا یہ متفقہ فیصلہ ہے کہ مرد کا دائرہ کار گھر کے باہر ہے جب کہ عورت کا دائرہ کار گھر ہے۔ عورت کو قدرت نے ایسی صلاحیتوں سے نوازا ہے کہ وہ بچوں کی پیدائش' نگہداشت' نشو و نما اور تعلیم و تربیت کے لئے نہایت موزوں ہے۔ چنانچہ خالق کائنات نے انسانیت کا مستقبل عورت کے سپرد کر دیا۔ اسلام نے عورت کے فطری دائرہ کار کا تعین کر کے اس کے حقوق و فرائض کا تعین کر دیا ہے۔ عورت کے گھر کو چھوڑنے سے جو عظیم خلاء پیدا ہوتا ہے اسے کسی طرح بھی پر نہیں کیا جا سکتا۔ خدا اور مذہب سے باغی تہذیب و تمدن کے علمبرداروں نے اپنی نفسانی خواہشات کو پورا کرنے کے لئے عورت جیسی محترم و مقدس ہستی کو گھر کی محفوظ و مضبوط چار دیواری سے نکال کر اسے "غیر محفوظ" بنا دیا اور پھر اس کے کردار کو "شمع محفل" کا روپ بھی عطا کر دیا۔ عورتوں اور مردوں کے مساوی حقوق کے نام سے مغرب کی بے خدا تہذیب کے پیش کاروں نے اس خوشنما اور دلفریب نعرے سے عورت کو گمراہ کرنے کی کامیاب کوشش کی ہے۔ چنانچہ آج عورت نے بحیثیت عورت کے اپنی شناخت اور پہچان کو بڑی حد تک فراموش کر دیا ہے جس کا نتیجہ مغرب نے تو باقاعدہ دیکھ لیا کہ وہاں معاشرے کی بنیادی اکائی یعنی خاندان کا ادارہ مکمل طور پر تباہی سے دوچار ہو چکا ہے۔ آج تہذیب مغرب مرد و زن کی مساوات کے نظریئے کے "خنجر" سے خودکشی کا ارتکاب کر رہی ہے۔ ہدایت ربانی سے بے بہرہ سیکولر تہذیب نے مسلمان عورت کی نگاہوں کو بھی خیرہ کر رکھا ہے۔ جب عورت "وقرن فی بیوتکن ولا تبرجن تبرج الجاھلیہ الاولیٰ" کے قرآنی حکم کو ٹھکرا کر اپنے فطری دائرہ کار سے باہر نکل کر غیر فطری اور مصنوعی زندگی اختیار کر لیتی ہے تو لامحالہ بے شمار مسائل و مصائب کھڑے ہو جاتے ہیں۔ اسلامی نظام کے حوالے سے عورت اور مرد کا اختلاط ہی بہت سے معاشرتی مسائل کا بنیادی سبب ہے۔ عورت جب اپنے فطری کردار کو نبھانے کی بجائے غیر فطری ماحول میں اپنی جولانیاں دکھانے کے لئے نکلتی ہے تو عملی میدان میں اسے قدم قدم پر اپنی جسمانی اور نفسیاتی ساخت کے ہاتھوں مجبور ہونا پڑتا ہے۔ عورت کے حوالے سے انہی مجبوریوں کو "عورت کی مشکلات" کا نام دے کر ان کے حل کے لئے بعد میں باقاعدہ مہمات چلائی جاتی ہیں۔ زیر بحث مہم کو بھی اس تناظر میں دیکھا جا سکتا ہے۔

جدید تعلیم و تہذیب کی حامل و دلدادہ خواتین مرد و زن کی برابری اور مساوی حقوق کے نعرے بڑے زور و شور سے لگاتی رہتی ہیں مگر ان حلقوں کی جانب سے غالباً پہلی دفعہ عورتوں کے لئے "الگ نظام" کا مطالبہ کیا گیا ہے' چاہے یہ ٹرانسپورٹ کے حوالے ہی سے ہمارے سامنے آیا ہے۔ تنظیم اسلامی کے امیر و داعی تحریک خلافت ڈاکٹر اسرار احمد مدظلہ نے اپنی تحریروں اور تقاریر میں قرآن و سنت کی روشنی میں عورت اور مرد کے الگ الگ دائرہ کار کے متعلق بہت کچھ لکھا اور کہا ہے۔ ڈاکٹر صاحب مدظلہ کا کہنا ہے کہ یونیورسٹی کی سطح تک عورتوں کے لئے تعلیمی ادارے بھی الگ بننے چاہئیں' عورتوں کے ہسپتال بھی الگ ہوں جہاں تمام عملہ عورتوں ہی پر مشتمل ہو' پرائمری تعلیم پوری کی پوری عورتوں کے سپرد کر دی جائے' کاٹیج انڈسٹری میں بھی خواتین کا عمل دخل بڑھا کر انہیں ملک کی تعمیر و ترقی کے کاموں میں شریک کیا جا سکتا ہے مگر یہ سب کچھ مخلوط سوسائٹی میں نہیں بلکہ یہ کام عورت سے الگ محفوظ و مامون ماحول میں لیا جائے جو یقیناً الگ دائرہ کار ہی میں ممکن ہے۔ ہم خواتین کے لئے الگ صرف ٹرانسپورٹ سسٹم ہی کے حامی نہیں' ہم تو ہر سطح پر خواتین کے لئے الگ اداروں کے قیام کے داعی اور پرچارک ہیں۔ ہمیں امید ہے کہ خواتین کے حقوق کے لئے کام کرنے والے ادارے اور جملہ تنظیمیں خواتین کے لئے الگ ہسپتالوں اور الگ تعلیمی اداروں کا مطالبہ بھی اس زور و شور سے کریں گی جس زور و شور کے ساتھ الگ ٹرانسپورٹ سسٹم کا مطالبہ کیا گیا ہے۔ ان شاء اللہ العزیز تنظیم اسلامی اور تحریک خلافت کی موثر اور مضبوط آواز خواتین کے فطری و اسلامی حقوق کے حق میں ضرورت کے ہر موقع پر بلند ہوتی رہے گی۔ OO

مغربی جمہوریت اور پاکستان میں اس کے موجود الوقت Version کے بارے میں ہمارا موقف بھی کم و بیش وہی ہے جو مذکورہ کتاب میں پیش کیا گیا ہے۔ تاہم....

مادی علوم سے مسلح ہو کر زندگی کے دوسرے میدانوں میں انسان نے جب قدم رکھا تو عمرانی علوم میں بھی کارہائے نمایاں انجام دیئے

عمرانی علوم کی ترقی کے نتیجے میں انسان نے جو کامیابیاں حاصل کی ہیں ان کی قدر کرنا اللہ تعالیٰ کی عطا کردہ نعمت کی حفاظت کرنا ہے جو بحیثیت انسان اس نے ہمیں بخشی ہیں

"کیا ووٹ مقدس امانت ہے"

کے مصنف کے ایک مکتوب کے جواب میں جناب مختار حسین فاروقی کا مفصل وضاحتی مراسلہ

ندائے خلافت کے (شمارہ ۱۵) میں میرے ایک سابقہ مطبوعہ خط (مارچ ۹۷ء) پر تبصرہ کرتے ہوئے "کیا ووٹ مقدس امانت ہے" کے فاضل مصنف جناب حامد محمود صاحب نے کئی باتوں کی وضاحت بھی فرمائی ہے اور سچی بات یہ ہے کہ بعض ناگفتنی باتیں بھی غیر متوقع طور پر حوالہ قلم کردی ہیں' جو میرے لئے باعث حیرت بنی ہیں۔

راقم کو جناب حامد صاحب کے خط پر خوشگوار حیرت کا احساس اس بات پر ہوا تھا کہ امام ابن تیمیہؒ کی فکری ترویج کے لئے قائم ادارے سے منسلک ایک آدمی سعودی عرب کی موجودہ حکومت کے بارے میں پاکستان (بیرون سعودی عرب) میں یہ رائے بھی رکھتا ہے اور اس کا اظہار بھی کرنے کی جراءت رکھتا ہے۔ کیونکہ عام طور پر آج کل امام ابن تیمیہؒ کے پیروکار سعودی حکومت (جو در حقیقت آل امام محمد بن عبدالوہاب کے دینی فکر یعنی علم منقول اور آل سعود کے عمرانی فکر یعنی علم معقول کے اشتراک عمل یا معاہدہ بقائے باہمی کا نام ہے) پر کوئی تنقید کرنا گویا اسلام پر تنقید کرنے کے مترادف سمجھتے ہیں۔ اس پس منظر میں جناب حامد صاحب کا خط پڑھ امام ابن تیمیہؒ کا مقام میری نگاہ میں اور بڑھ گیا کہ ان کے فکر اور علمی وراثت کے حاملین میں ایسی چنگاریاں بھی موجود ہیں۔

جناب حامد صاحب کا خط پڑھ کر جواب تو فوراً ذہن میں آ گیا تھا اور قلم اٹھا کر لکھنے بھی لگا تھا' مگر اس موضوع پر مزید غور و فکر کے لئے راقم نے انتظار کا فیصلہ کیا۔ تاہم اب دس ہفتوں کے بعد یہ سطور تحریر کر رہا ہوں تو حقیقت ہے کہ وہی موقف پیش کر رہا ہوں جو مارچ ۹۷ کا ابتدائی خط لکھتے وقت تھا یا جناب حامد صاحب کا ندائے خلافت میں تبصرہ پڑھ کر ذہن میں آیا تھا۔ "اللھم احفظنا من شرور انفسنا ومن سیئات اعمالنا"۔

ذیل کی تحریر ایک وضاحت' ایک مشورہ اور ایک شکوہ پر مشتمل ہے۔ اللہ تعالیٰ سے امید ہے کہ وہ اسے ہم سب کی ہدایت کا ذریعہ بنائے گا اور اپنے دین متین کی بیش از بیش خدمت کی توفیق بخشے گا۔ آمین

"ایک وضاحت" کا جہاں تک تعلق ہے تو سیدھی سی بات ہے کہ فاضل دوست جناب حامد صاحب سے کسی جواب اور جواب الجواب کے حوالے سے گفتگو کرنے کی بجائے' راقم اپنا موقف بیان کرنے پر اکتفا کر رہا ہے تاکہ غلط فہمی کا امکان نہ رہے۔ یہ مغربی جمہوریت اور پاکستان میں اس کے موجود الوقت Version کے بارے میں کم و بیش ہمارا موقف بھی وہی ہے جو اوپر مذکورہ کتاب میں پیش کیا گیا ہے اور یہی بظاہر سبب بنا ہے اس کتاب کے مندرجات کو ندائے خلافت میں چھاپے جانے کا۔ تاہم اس موقف کے Premesis اور نتائج میں بھی جناب حامد صاحب اور ہمارے درمیان فرق ہے اور اس کے عواقب (Corollaries) اور ان کے انسداد کے لئے طریقہ کار میں تو منطقی طور پر فرق وسیع تر ہو گیا ہے۔ اپنے موقف کی وضاحت کو راقم ذیل میں نمبروار درج کر رہا ہے تاکہ ان صفحات کی تنگ دامانی کے باوصف بات واضح ہو سکے۔

۱۔ اللہ تعالیٰ نے انسان کو خلعت خلافت دے کر دنیا میں' ایک قسم کا علم "علم بالحواس" کہلاتا ہے' دے کر بھیجا۔ اسی کو آج کی اصطلاح میں "تجرباتی علوم" کہا جاتا ہے۔ یہ ذریعہ علم تو حواس دماغ' عقل تعقل' اور تفکر و تدبر کے ذریعے شرف انسانی ہے اور اس علم کا کسی نظریئے' عقیدے یا مذہب پر انحصار نہیں ہے' ہر انسان اس تک رسائی حاصل کر سکتا ہے۔

۲۔ اسی فطری استعداد کی بدولت انسان نے آہستہ آہستہ تجربات سے علم حاصل کر کے' ایک دوسرے کے تجربات سے استفادہ کر کے اور بالآخر ایک نسل کے تجربات دوسری نسل اور ایک علاقے سے دوسرے علاقے کو منتقل ہوتے ہوئے ترقی کی اعلیٰ بلندیوں کو چھو لیا ہے۔ ان علوم میں ایک تو خالص سائنسی علم ہے' جو علم بالحواس تو ہے ہی' تجربہ گاہوں میں ثابت بھی کیا جا سکتا ہے یعنی یہ علم Verifiable ہے۔ علم الطبیعات' علم کیمیا وغیرہ اس کی شاخیں ہے۔ جبکہ انسان نے ان مادی علوم سے مسلح ہو کر زندگی کے دوسرے عملی میدانوں میں قدم رکھا تو اسی علمی ترقی کی بدولت عمرانی علوم Social Sciences میں بھی کارہائے نمایاں انجام دیئے اور دنیا میں زندگی گزارنے کے طریقے' اظہار رائے اور اظہار خیال کے طریقے' اجتماع کے طریقے' اور کسی رائے کو اجتماعی سطح پر منوانے کے طریقے بھی مادی ترقی کے ساتھ ساتھ بدلتے چلے گئے۔

۳۔ دوسرا ذریعہ علم' جس کا قرآن حکیم میں حضرت آدمؑ کے ہبوط ارضی کے ساتھ ہی ذکر ہے' وہ "علم بالوحی" ہے۔ اللہ تعالیٰ انسانوں کی زندگیوں کو اپنی بندگی کے راستے پر ڈالنے کے لئے وقتاً فوقتاً نبیؑ اور رسولؑ بھیج کر انسانوں کی رہنمائی کرتا ہے۔ اس علم کا منبع اللہ تعالیٰ کی ذات تھی اور اس کی پہچان انسان کی داخلی کیفیات' احساسات کائنات کا مجموعی نظام اور سب سے بڑھ کر اس علم کے داعی انبیاء کرام علیہم السلام کی بے داغ کردار کی حامل شخصیات تھیں۔

۴۔ تجرباتی علوم میں جہاں کہیں کوئی نئی اہم بات آئی' اللہ تعالیٰ نے اس کو حق کی ترویج کے لئے استعمال فرمایا اور حقیقتاً یہ اسی کا زیادہ حق تھا۔ عمرانی علوم و نظریات میں جہاں خرابی آئی اللہ تعالیٰ انبیاء کرامؑ کے ذریعے اس کی اصلاح فرماتا رہا ہے۔ چنانچہ جب تک انسان نے لکھنا نہیں سیکھا تھا' اللہ تعالیٰ کی طرف سے "وحی" بھی زبانی تھی۔ اس صلاحیت کے حصول کے بعد اللہ تعالیٰ نے اتمام حجت کے لئے وحی بھی تحریراً "زبر" اور "صحف" کی شکل میں عطا فرمائی۔ پھر انسان نے کاغذ ایجاد کر لیا اور کتابیں بننا شروع

ہوئیں تو اللہ تعالیٰ نے بھی تورات' زبور' انجیل اور حتمی طور پر قرآن مجید نازل فرمادیا۔ تاکہ اتمام حجت ہوسکے۔

اسی طرح جب انسان کے مسائل سادہ تھے' انسان غاروں میں رہتا تھا۔ شریعت کے احکام بھی محدود اور سادہ تھے۔ جب انسان نے شہروں اور آبادیوں میں رہنا شروع کیا' صنعت و حرفت کا آغاز کیا تو قرآن میں حضرات انبیاء کرام کا ذکر ہے کہ ان کی مناسبت سے شریعت کے احکام بھی نازل فرمائے۔ حتیٰ کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر حتمی اور آخری شریعت اور میزان نازل کر دی' جس کی رہنمائی رہتی دنیا تک کافی رہے گی۔

۵۔ جس طرح کسی مریض کے ضمن میں کسی سرجن یا ڈاکٹر یا تیمار دار کو اصل کراہت اور بے زاری "مرض" سے ہوتی ہے مریض سے نہیں' اسی طرح ایک گنہگار آدمی کے ضمن میں بھی ایک داعی حق کا اصل ہدف "برائی" اور "گناہ" ہونا چاہئے نہ کہ گنہگار آدمی۔ آدمی سے گناہ کی وجہ سے نفرت پیدا ہو جائے تو آدمی دعوت حق کا کام نہیں کر سکے گا۔ بعینہ موجودہ سائنسی ایجادات اور عمرانی علوم کی خرابیاں تو لازماً ہدف تنقید ہونا چاہئیں وہ "شئے" بالذات نہیں۔ اور اگر انسان کو اختیار کرنا پڑے تو اس برائی کو چھوڑ کر اس چیز کو اختیار کرنے میں کوئی ہچکچاہٹ نہیں ہونی چاہئے' مثلاً رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے "نذیر عریاں" کے ذریعہ اظہار کو اپنایا تو سہی مگر اس میں برہنگی کا کریہہ حصہ ختم کر کے۔ اسی طرح آج بھی لوگ کہیں کہ' ٹی وی دیکھنا حرام ہے' تو یہ بات بالبداہت غلط ہے اس لئے کہ ٹی وی پروگرام کی نوعیت واضح کرے گی کہ وہ دیکھنا چاہئے یا نہیں اور وہ حلال ہے یا حرام نہ کہ مطلق ٹی وی دیکھنا۔

۶۔ اب تک کا حاصل کلام یہ ہے کہ انسان کو عطا کردہ دونوں ذرائع علم در حقیقت اللہ تعالیٰ کے عطا کردہ ہیں اور ملکوتی الاصل ہیں۔

علم بالحواس اور تجرباتی علوم کا اصل جوہر Inner Core لازماً علم آدم الاسماء کلھا کا پرتو ہی ہے' اور اللہ تعالیٰ کی تخلیق کردہ کائنات کے پوشیدہ رازوں کا اظہار ہے۔ اس میں اگر گمراہی کا کوئی عنصر ہے تو اتنا ہی جتنا سابقہ زمانوں میں انبیاء کے وقفہ کے درمیان انسان کے سوچ اور عمل میں آجاتا رہا ہے اور اس کو فی الفور کل کا کل رد کر دینا خلاف عقل اور خلاف دین بھی ہے۔ آج پاکستان میں جدید علم کی کوئی شاخ اور جدید تہذیب کا کوئی پہلو اپنے اصل منبع (Source) مغربی تہذیب سے کٹا ہوا نہیں ہے بلکہ اسی سے مسلسل غذا پا رہا ہے۔ اس جدید تہذیب میں اصل جوہر Inner Core کو Own کرتے ہوئے اس کے ظاہر کو قرآن و سنت کے مطابق کر دینا ہی آج کی ضرورت ہے۔

۷۔ قرآن مجید میں انبیاء کرام کا مقصد بعثت "اتمام حجت" اور "قطع عذر" قرار دیا ہے اور یہ اتمام حجت کا کام مخاطب کو ایک عرصے تک حق کو مختلف انداز میں پیش کرنے کے بعد بھی انکار مسلسل کے نتیجہ میں مکمل ہوتا ہے۔ قرآن مجید میں اہل کتاب (یہود و نصاریٰ کے پاس انبیاء و رسل آتے رہے اور وحی و کتاب اور شریعت سے واقف تھے) کو مختلف انداز میں خطاب کیا گیا ہے اور اہل مکہ کو نرمی سے خطاب کیا گیا ہے اور وجہ یہ بتائی گئی ہے کہ ان اہل مکہ کے پاس گزشتہ ڈھائی ہزار سال (حضرت اسماعیلؑ کے بعد) سے کوئی نبی رسول نہیں آیا اور یہ نہیں جانتے کہ کتاب کیا ہے؟ نبوت و رسالت کیا ہے' شریعت کیا ہے؟

آج کی مغربی تہذیب کا زمانہ بھی اہل مکہ کے حالات سے مشابہ ہے اور آج اتمام حجت کا فریضہ ذمہ ہے امت محمد علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کے ہر ہر فرد پر۔ اس اتمام حجت کے فریضہ کی ادائیگی کے بغیر براہ راست کفر و شرک کے فتوے دے دینے سے نہ صرف یہ کہ کوئی مسئلہ حل نہیں ہوتا بلکہ الٹا انبیاء کرام کے طریقہ کے خلاف ہونے کی وجہ سے بے برکت تو رہے گا ہی' اللہ تعالیٰ کی ناراضگی کا سبب بھی ہے۔

حضرات انبیاء کرام جس دور میں تشریف لاتے رہے یا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جب تشریف لائے تو اس میں کیا شک تھا کہ مکہ کے تمام لوگ خدائے واحد کے ساتھ شرک کرتے تھے اور اسی پر ساری زندگی کا نظام استوار

مسجد اقصیٰ کی جگہ ہیکل تعمیر کرنے کی تیاریاں

رومیوں کے ہاتھوں سن ۷۰ء میں دوسری دفعہ تعمیر کیے گئے ہیکل (عبادت گاہ) کی تباہی کا غم غلط کرنے کے لئے یہودی انتہا پسند ایک ایسی جگہ نیا ہیکل تعمیر کرنے کی تیاری کر رہے ہیں جہاں اس وقت مسلمانوں کی تیسری مقدس ترین عمارت کھڑی ہے۔ چنانچہ بنیاد پرست یہودی اسرائیل کے زیر تسلط القدس میں واقع الاقصیٰ مسجد کو گرا کر وہاں اپنا ہیکل تعمیر کرنے کے درپے ہیں۔

ایک فعال صیہونی اور وکیل بروچ بن یوسف جو یروشلم کے نواح میں کام کرتے ہیں' کہتے ہیں کہ مسیحائی دور کی آمد کا استقبال کرنے کے لئے لوبان' عبادات' بگلیں اور مقدس شراب تیار کر رکھی ہے۔ یہودیوں کا کہنا ہے کہ ہیکل کی تعمیر کے بعد مسیحا کی آمد جلد متوقع ہوگی۔ مسیحا کی آمد تو عالمی امن کے قیام کے لئے ہوتا ہے لیکن ان کے انتہا پسند پیروکار ان کی آمد کا استقبال جنگ سے کرنا چاہتے ہیں کیونکہ ظاہر ہے تیرہ سو سالہ قدیم الاقصیٰ مسجد کو گرانا جنگ چھیڑنے کے مترادف ہوگا۔ مسلمانوں نے تیرہ صدیاں قبل جب الاقصیٰ کمپلیکس' جس میں قبۃ الصخرہ (Dome of Rock) شامل ہے (جہاں سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم معراج پر تشریف لے گئے تھے) تعمیر کیا تھا۔ اس وقت اس جگہ کا کوئی والی وارث نہیں تھا۔

بن یوسف نے اے۔ایف۔پی سے گفتگو کرتے ہوئے کہا کہ انہوں نے اسرائیل میں تیسرا ہیکل تعمیر کرنے کے خواہشمند افراد کا ایک اجتماع طلب کیا تھا' جس میں ایک ہزار سے زائد افراد شریک ہوئے تھے۔ امریکہ میں ایک بہت بڑا سنہری فانوس پہلے ہی تیار کیا جا چکا ہے اور مستقبل کے اعلیٰ مذہبی پیشوا بحیرۂ مردار کے قریب ایک "مصنوعی" قربان گاہ پر جانوروں کی قربانی کی رسومات سیکھ رہے ہیں۔ بن یوسف نے بتایا کہ "ایک آرکیٹیکٹ نے تو یروشلم میں قربانی کے موقع پر لاکھوں کی تعداد میں آنے والی گاڑیاں پارک کرنے کی جگہ تک کا تعین کر لیا ہے"۔

اس طرح کے جوشیلے یہودیوں کی مسجد اقصیٰ کے مسلمان منتظمین' اسرائیل کے چیف ربی اور اسرائیلی پولیس کے ساتھ محاذ آرائی شروع ہو چکی ہے' جنہوں نے ان کا مسجد اقصیٰ میں داخلہ بند کر رکھا ہے۔

ایک یہودی انتہا پسند Yitzhak Yallouz کا کہنا تھا کہ ہمارے لیڈروں کو عالمی برادری کی طرف سے ہونے والے ردعمل کا اتنا خوف ہے کہ وہ انہیں یہ بتانے کی بھی ہمت نہیں رکھتے کہ اس جگہ پر دراصل ہمارا حق ہے۔ (دی مسلم ورلڈ' ۳۰/اگست ۹۷ء)

تھا۔ تو کچھ عجب نہ تھا اگر محمد صلی اللہ علیہ وسلم اس طرح خطاب فرماتے کہ "اے مشرکو! ایمان لاؤ' اے بے ایمانو ایمان لاؤ' اے کافرو ایمان لاؤ اور یہ عین حقیقت ہوتا۔۔۔۔

تاہم حضرات انبیاء کرام بالعموم اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے بالخصوص ایسا نہیں فرمایا بلکہ ایک عرصہ (تیرہ برس تک) تک انہیں نہایت دلسوزی سے سمجھاتے رہے۔ بتوں کو برا بھلا کہا' برائی کو برائی کہا مگر انسانوں کو انسان سمجھا اور ہدایت کی طرف بلاتے رہے تاآنکہ انہوں نے اپنے طرز عمل سے انکار پر مہر تصدیق ثبت کر دی تو اللہ تعالیٰ نے عذاب کی مختلف شکلیں ظاہر فرمادیں۔

یہی فریضہ آج کے دور میں عالمی سطح پر ادا کرنے کا وقت ہے۔ پاکستان کوئی isolated ملک نہیں ہے' پوری دنیا پر ایک ہی تہذیب و تمدن اور سوچ اور گمراہی کی چھاپ ہے۔ لہٰذا قرآن کی تعلیمات کو جدید عالمی علمی سطح پر عام کرنے کی ضرورت ہے تاکہ اتمام حجت کا فریضہ ادا ہو سکے تو اللہ تعالیٰ کی نصرت و حمایت ہمارے ساتھ ہو گی جس سے دنیا میں کفر و شرک کا خاتمہ اور حق کا بول بالا ہو سکے گا۔ ان شاءاللہ۔

۸۔ ہمارے نزدیک عمرانی علوم کی ترقی کے نتیجے میں انسان نے جو کامیابیاں حاصل کی ہیں' ان کی قدر کرنا اور حفاظت کرنا اللہ تعالیٰ کی اس عطا کردہ نعمت کی حفاظت کرنا ہے جو بحیثیت انسان اس (تعالیٰ) نے ہمیں بخشی تھی۔

آج کے دور میں اظہار رائے' آزادی رائے' آزادی مذہب' انسانی حقوق' ملکوں کی سطح پر حکومت و ریاست میں فرق' ملکی آئین کا وجود' ریاست کو چلانے کے لئے انتظامیہ' عدلیہ' مقننہ جیسے اداروں کا مستحکم ہونا اور عوام سے رائے لینے کے لئے مختلف طریقے' عدل و مساوات کے تقاضے اور قانون کی بالادستی جیسے بہت سے معاملات ہیں جو اصلاً نور اسلام ہی کا عکس جمیل ہیں' ہمیں ان کے غلط استعمال کی نفی تو یقیناً کرنا چاہئے مگر فی نفسہ ان اعلیٰ اقدار کی ہی نفی نہیں کرنی چاہئے۔

جہاں تک ان معروضات کے دوسرے حصے کا تعلق ہے تو جناب حامد صاحب نے جو احقاق حق اپنے طور پر کتاب لکھ کر کیا ہے وہ یقیناً قابل قدر ہے' تاہم دنیا میں مغربی تہذیب کے خلاف اتمام حجت کے لئے قرآن مجید کے علوم کو عام کرنے کی ضرورت کا احساس جتنا اس مرد حق ڈاکٹر اسرار احمد کو ہے' وہ محتاج تعارف نہیں۔ دنیا میں موجود طرز ہائے حکومت میں سے شرک کو خارج کر کے اسلام کی تعلیمات کے مطابق بنانے کا کام جتنا انجمن ہائے خدام القرآن' تحریک خلافت اور تنظیم اسلامی کے پلیٹ فارم سے ہوا ہے اور ہو رہا ہے' وہ محتاج بیان نہیں۔ اسی مقصد کے لئے تنظیم اسلامی کا قیام عمل میں آیا ہے اور اسی کے لئے یہ مختصر سا قافلہ برسرپیکار ہے گویا یہ قافلہ جناب حامد صاحب ہی کے مقصد کے حصول کے لئے کوشاں ہے۔

لہٰذا جناب حامد صاحب کے لئے میرا ناچیز مشورہ ہے کہ وہ اگر اپنے cause میں مخلص ہیں اور مخلص نہ ہونے میں مجھے کوئی شک نہیں تو آیئے تنظیم اسلامی میں شامل ہو جایئے تاکہ ہم مل کر دنیا سے شرک کا خاتمہ اور توحید کا بول بالا کر سکیں۔ وما النصر الا من عند اللہ العزیز الحکیم۔

میری معروضات کے اس تیسرے اور آخری حصے میں مجھے جناب حامد صاحب سے شکوہ یہ ہے کہ انہوں نے ایک موضوع پر کتاب لکھی (بہرحال یہ کوئی پمفلٹ یا ہینڈ بل نہیں تھا) مگر اس کو موضوع سے متعلق جامع و مانع نہیں بنایا۔ لہٰذا جہاں خلا محسوس ہوا' قاری کے ذہن نے کسی قرینے سے مصنف کے بارے میں کوئی رائے قائم کر لی' راقم نے سابقہ خط میں جناب حامد صاحب سے متعلق جن آراء کا اظہار کیا تھا وہ اگرچہ بلاجواز نہیں تھیں اور انہیں کی کتاب کے بعض فقروں کا "اقتضاء" تھا۔

جناب حامد صاحب کو متبادل کے لفظ پر بھی ٹھنڈے دل سے غور کرنا چاہئے اور اس کو انا کا مسئلہ نہ بنائیں آج کوئی "نبی" نہیں اور "قرآن و سنت" کی تشریحات ایک سے زائد ممکن ہیں اور موجود ہیں تو کسی موجود شر کو ختم کر کے آپ کونسا "کام" اس کی جگہ رکھنا چاہتے ہیں یہ معلوم کرنا لوگوں کا حق ہے اور آج لوگ اپنے امیر سے داعی سے 'منصف سے 'امام سے اس کو پوچھنا ضروری سمجھتے ہیں لوگوں کو ان کے اس فطری حق سے محروم کر دینا صحیح نہیں ہے۔

مذکورہ کتاب میں اس ضمن میں جناب مولانا مودودیؒ کا بھی ایک حوالہ ہے' یہ ان کی شدت پسندی ہی تھی جس کا نتیجہ یہ نکلا کہ اسی عبارت کا مصنف پاکستان بننے کے بعد متبادل کی تلاش میں سیاست کے انتخابی کوچہ میں داخل ہو گیا اور آج تک ان کے پیروکار انہیں کے بعد کے دیئے ہوئے دلائل کا سہارا لے کر مصروف عمل ہیں۔

جناب حامد صاحب سے گزارش یہی ہے کہ وہ اس پہلو پر بھی غور فرمائیں اور راقم کے مشورے پر بھی۔ اس معاملے میں اللہ تعالیٰ سے مسنون طریقے پر استخارہ بھی فرمائیں' کیا عجب کہ اللہ تعالیٰ ان کا دل تنظیم اسلامی میں شمولیت کے لئے کھول دے اور وہ ہمارے ہم سفر بن جائیں۔ وما ذالک علی اللہ بعزیز

لذیذ حکایت بود دراز تر گفتم

احقر العباد
مختار حسین فاروقی

بقیہ : بھارت کا نقشہ

میں بھی تیزی سے اضافہ ہو گا جو اس وقت 12240 روپے (340 ڈالر) سالانہ ہے فی کس آمدنی بڑھ کر 2047ء میں دو لاکھ 23 ہزار دو سو روپے فی کس سالانہ (620 ڈالر) ہو جائے گی۔ بھارت کی آبادی اس وقت 87 کروڑ ہے جو 2047ء میں ایک ارب 57 کروڑ 90 لاکھ ہو جائے گی۔ ملک میں اس وقت غلے کی کھپت 19 کروڑ ٹن ہے جو بڑھ کر 40 کروڑ ٹن ہو جائے گی۔ یوں آبادی میں اضافہ دوگنا سے کم ہونے کے باوجود غذائی اجناس کی کھپت میں اضافہ دوگنا سے بھی زائد ہو گا۔ ٹیکنالوجی کے حوالے سے بھارت 2020ء میں ترقی کی اس منزل پر ہو گا جہاں اس وقت جنوبی کوریا ہے۔ تاریخی طور پر ہندوستان کی شناخت سیاحتی حوالے کی بجائے ایک تہذیب کے طور پر رہی ہے' لیکن اب یہ دونوں حوالوں سے ہے۔ فرقہ وارانہ اور نسلی جھگڑے اور وائٹ کالر کرائمز میں اضافہ ہو گا اور منشیات کی نقل و حمل زیر زمین دنیا کی آمدنی کا ایک بڑا ذریعہ بن جائے گی۔ بھارت کے قرب و جوار میں سلامتی کے معاملات پر وسطی اور مغربی ایشیا کے تیل اور گیس کے اثر انداز ہونے کا عمل جاری رہے گا۔ سارک میں برما' ایران اور افغانستان کو بھی شامل کر لیا جائے گا۔ مسئلہ کشمیر پاک بھارت کوآپریٹو فریم ورک کے اندر رہتے ہوئے حل ہونے کی طرف بڑھے گا۔ (انڈیا ٹوڈے)

اطلاعات و اعلانات

توسیعی مشاورت	11/ ستمبر بروز جمعرات	مرکزی دفتر گڑھی شاہو لاہور
مرکزی مجلس عاملہ	12'13/ ستمبر بروز جمعہ' ہفتہ	مرکزی دفتر گڑھی شاہو لاہور
مرکزی مجلس مشاورت	14'15/ ستمبر بروز اتوار' پیر	قرآن اکیڈمی' ماڈل ٹاؤن

امیر محترم کی بیرون لاہور مصروفیات

☆ 19 تا 22 سنگور و باجوڑ ☆ پشاور : 23'24/ ستمبر ☆ کوئٹہ : 25 تا 27/ ستمبر

بقیہ : تجزیہ

دلفریب ہیں کہ اگر حقیقتاً ان پر عمل درآمد ہو جائے تو یہ دنیا واقعتاً جنت نظیر بن جائے۔ لیکن حقیقی صورتحال یہ ہے کہ غریب اور پسماندہ ممالک کو بعض مالی اور فنی نوعیت کی امداد مہیا کر کے امریکہ اور اس کے یورپی حلیفوں نے ایک ایسے جال میں پھنسا لیا ہے' جس میں وہ پھڑپھڑا تو سکتے ہیں لیکن اس میں سے نکل نہیں سکتے۔ اقوام متحدہ نے یونیسف (UNICEF) اور عالمی ادارۂ صحت (W.H.O) جیسے ادارے قائم کر کے حقیقتاً صحت اور تعلیم کے میدان میں دنیا بھر میں اتنا کام کیا ہے کہ اس کی افادیت سے بھی انکار نہیں جاسکتا۔ پھر یہ کہ ان امور کی انجام دہی پر جو رقم اٹھتی ہے امریکہ اور اس کے یورپی حلیف اس میں حصہ بقدر جثہ ڈالتے ہیں' لیکن اس بیچ و شرع میں امریکہ دنیا کی نمبرداری سل کر چکا ہے اور اپنی گرفت کو روز بروز مضبوط کرنا چاہتا ہے۔ لہٰذا گزشتہ نصف صدی میں بہت سی ایسی مثالیں دی جاسکتی ہیں جن سے یوں محسوس ہوتا ہے کہ وہ اقوام متحدہ کو اپنے گھر کی لونڈی بنانا چاہتا ہے۔ اس نے اقوام متحدہ کے چارٹر کو موم کی ناک بنایا ہے وہ دنیا کے کسی بھی خطے میں جو کارروائی کرنا چاہتا ہے عالمی امن کے قیام کے نام پر اقوام متحدہ کے کندھے استعمال کرتا ہے۔

جنرل اسمبلی جہاں پر تمام ممالک کی حیثیت ایک جیسی ہے' سب کا ایک ووٹ ہے۔ اس کے پاس قوت نافذہ نہیں ہے اور سلامتی کونسل جو تنفیذ کی قوت رکھتی ہے وہاں پانچ مستقل ارکان میں سے ہر ایک کے پاس ویٹو کا اختیار ہے۔ یہ ممالک ہر اس مسئلہ پر ویٹو استعمال کر کے جو ان کے مفاد کے خلاف ہو اپنا الو سیدھا کر لیتے ہیں۔ کشمیر' بوسنیا ہرزیگوینا ہو تو چارٹر کی تشریح کچھ اور ہوتی ہے اور سرائیل اور بھارت' تائیوان' اور جنوبی افریقہ ہوں تو تشریح مختلف ہو جاتی ہے۔ ان بے اصولیوں اور طاقت و سرمائے کے اندھے استعمال نے بیشتر افریقہ اور ایشیائی ممالک کو اقوام متحدہ سے بہت مایوس کیا ہے' لیکن وہ سنہری زنجیر میں بندھے ہوئے ہیں۔ ورلڈ بینک اور آئی ایم ایف ظاہراً اقوام متحدہ کے شعبہ اقتصادی اور معاشرتی کونسل کے ماتحت کام کرتے ہیں لیکن ان مالیاتی اداروں میں سرمایہ کاری کیونکہ امریکی یہودیوں نے کی ہوئی ہے لہٰذا وہ امریکہ کے اشارۂ ابرو پر ناچتے ہیں۔ کسی ملک کو ان اداروں سے کسی قسم کا قرضہ امریکہ کی مرضی کے بغیر ملنا ممکن نہیں' لہٰذا وہ اپنے سیاسی مفادات کے تحت قرضے ان اداروں سے دلواتا ہے اور اپنے سیاسی مقاصد کے مطابق شرح سود معین کرتا ہے۔ کسی ملک کو ان اداروں سے قرضہ نصف فیصد شرح سود پر مل جاتا ہے اور کوئی ملک ۶ یا ۷ فیصد سود پر قرضہ لینے کی درخواستیں لئے امریکیوں کا تعاقب کرتا ہے۔ قصہ مختصر محسوس ہوتا ہے کہ اس ادارے کی بھی بنیاد میں کوئی بہت بڑی خرابی یا بدنیتی موجود ہے' جس سے دنیا کو انصاف ملنے کی بجائے سراسر ظلم و ستم اور ناانصافی کا سامنا ہے۔ ظاہری طور پر اس سے امریکہ اور اس کے حلیفوں کو سیاسی اور اقتصادی فوائد حاصل ہو رہے ہیں لیکن دنیا بھر میں اقوام متحدہ کی موجودہ کارکردگی سے مایوسی بڑھ رہی ہے اور کیونکہ فطرت کا یہ قانون ہے کہ وہ ظلم کو ایک حد تک بڑھنے کی اجازت دیتا ہے اور جب ظلم حد سے بڑھ جاتا ہے تو وہ ظالم کو نیست و نابود کرنے کا ہی ذریعہ بن جاتا ہے۔ لہٰذا محسوس یہ ہوتا ہے کہ اگر اصلاح کی کوئی صورتحال نہ نکالی گئی تو اقوام متحدہ کا انجام بھی لیگ آف نیشنز سے مختلف نہیں ہو گا۔

ہم بھی منہ میں زبان رکھتے ہیں

نعیم اختر عدنان

☆ اقتدار کی خواہش اور ہوس نہ پہلے تھی اور نہ اب ہے (نوابزادہ نصراللہ خان)

○ .....انگور کھٹے ہیں.....

☆ اربوں کے قرضے کھانے والوں کو کھلی چھوٹ دی جا رہی ہے (قاضی حسین احمد)

○ اور ستم ظریفی تو یہ ہے کہ یہ سب کچھ ہمارے ہوتے ہوئے ہو رہا ہے!

☆ خاندانی منصوبہ بندی ہمارے روشن مستقبل کے لئے بہت ضروری ہے (عابدہ حسین)

○ جی! آپ جیسی شخصیات کے پاس بچوں کی پرورش جیسے "فضول" کام کے لئے وقت ہی کہاں ہے۔

☆ حکمران میرے خط پر سیخ پا نہ ہوں' گھر میں ظلم ہو تو آوازیں باہر جائیں گی (بے نظیر)

○ محترمہ کی رائے پر امور خارجہ کمیٹی کے سابق چیئرمین مولانا فضل الرحمٰن ہی تبصرہ کریں تو بہتر ہو گا۔

☆ مولوی متحد ہو جائیں تو حکمران نفاذ اسلام پر مجبور ہو جائیں گے (مولانا اکرم اعوان)

○ گویا نہ نو من تیل ہو گا اور نہ رادھا ناچے گی۔

☆ اقوام متحدہ کو خط لکھتی رہوں گی' (بے نظیر)

○ خط لکھیں گے گرچہ مطلب کچھ نہ ہو.....

☆ اب چور کو چودھری نہیں بنایا جائے گا' (شہباز شریف)

○ "چوراں دا چودھری تے گنڈی رن پردھان" جیسا خوبصورت پنجابی محاورہ تو موجود ہی رہے گا!

☆ تھانوں میں ملزموں پر تشدد نہ کیا جائے' (وزیر اعلیٰ پنجاب کی ہدایت)

○ بلکہ یہ "نیک کام" اپنے نجی عقوبت خانہ میں کیا جانا چاہئے۔

☆ مسائل ایک ہی دن میں حل نہیں ہو سکتے' (میاں نواز شریف)

○ میاں صاحب ایسا مطالبہ آپ سے کیا کس نے ہے!

☆ ریاض بسرا اور ملک اسحاق گرفتار نہیں ہوئے' (آئی جی پنجاب)

○ کوئی اور خبر؟

☆ حسن کی دیوی ڈیانا کو دفن کر دیا گیا' (خبر)

○ ؎ نہ گور سکندر نہ ہے قبر دارا ۔ مٹے ناموں کے نشاں کیسے کیسے!

☆ بے نظیر بھٹو نے آصف زرداری سے علیحدگی کا فیصلہ کر لیا' (برطانوی اخبار کا دعویٰ)

○ اسے کہتے ہیں مرے کو مارے شاہ مدار

☆ صدر اور بے نظیر میں صلح کی کوشش کی ہے نہ کروں گا' (آفتاب شیرپاؤ)

○ شیرپاؤ صاحب ایسی بھی "بے رخی" اچھی نہیں ہوتی' غصہ تھوک کر دونوں کے درمیان صلح کرا ہی دیجئے!

☆ کالا باغ ڈیم اور صوبہ سرحد کے نام پر سودے بازی نہیں ہوئی (اجمل خٹک)

○ خان جی' جان دیو کدی کدی ملک و ملت دی بھلائی لئی وی سوچ لیا کرو!

☆ ریلوے' واپڈا اور پی ٹی سی بیچے گئے تو اقتدار میں آ کر واپس لے لیں گے' (قاضی حسین احمد)

○ کون جیتا ہے تری زلف کے سر ہونے تک

☆ پاک بھارت حکمرانوں کو جھوٹ بولنے کی عادت ہے' (ڈاکٹر مبشر حسن)

○ چلئے' کسی نے سچ بات تو کی!

کاروان خلافت منزل بہ منزل

دو روزہ دعوتی پروگرام

دو روزہ دعوتی پروگرام لاہور وسطی کے علاقہ سنت نگر کی جامع مسجد فیض حنفیہ میں منعقد کیا گیا۔ پروگرام کا آغاز 8 بجے ہوا۔ اس پروگرام میں 20 رفقاء نے شرکت کی۔ پہلی نشست میں رفقاء کا باہمی تعارف ہوا۔ بعد ازاں لاہور شرقی کے بزرگ رفیق جناب فتح محمد قریشی نے سورہ کہف کے حوالے سے فکر آخرت کے موضوع پر درس دیا۔ ناظم حلقہ پنجاب شرقی زیریں محمد اشرف وصی نے اسی موضوع پر مذاکرہ کروایا۔ لاہور جنوبی کے بزرگ رفیق جناب محمد عبدالرشید رحمانی نے تنظیم اسلامی کی دعوت کے موضوع پر گفتگو کی بعد میں ناظم حلقہ نے اسی موضوع پر مذاکرہ بھی کروایا۔ لاہور وسطی کے امیر جناب عمران چشتی نے منہج انقلاب نبوی ؐ کے موضوع پر سوال وجواب کی شکل میں مذاکرہ کروایا اور منہج انقلاب کا پس منظر بھی بیان کیا۔ بعد نماز عصر مسجد ہذا میں ناظم حلقہ نے عبادت رب کا تصور واضح کیا' 50 احباب شریک درس تھے۔ راقم اور نقیب اسرہ کچہری جناب شیخ نفیس احمد نے سنت نگر کے معروف پروفیسر ڈاکٹر احسان الحق صاحب سے ملاقات کی۔ ملاقات میں دیگر امور کے علاوہ جماعت اسلامی کی موجودہ پالیسی اور کارکردگی پر خصوصی گفتگو ہوئی۔ بعد نماز مغرب فتح محمد قریشی نے "محبت رسول ؐ اور اس کے تقاضے" کے موضوع پر خطاب کیا۔ بعد ازاں ناظم حلقہ نے توکل علی اللہ' ایمان اور قناعت کے موضوع پر بھرپور مذاکرہ کروایا۔ بعد نماز عشاء ناظم حلقہ نے مقامی ساتھی جناب قاری عبدالقدوس سے خصوصی ملاقات کی' موصوف مقامی سکول میں عربی کے استاد ہیں۔ ناظم حلقہ نے قاری صاحب کو تنظیم اسلامی کی دعوت دی۔ اگلی صبح بعد نماز فجر قریشی صاحب نے درس قرآن دیا۔ بعد ازاں ناظم حلقہ نے "مومن کی زندگی کے خدوخال" کے موضوع پر مذاکرہ کروایا۔ بعد ازاں اسرہ سنت نگر کے نقیب جناب نثار احمد خان نے سورہ مومنون کی ابتدائی آیات کا درس دیا۔ درس سے فراغت کے بعد تمام رفقاء کو 5 گروپوں میں تقسیم کر دیا گیا۔ شام کو منعقدہ جلسہ کے بارے میں عوام الناس تک اطلاع پہنچائی گئی اور تنظیم اسلامی کی دعوت کو بھی عوام تک پہنچایا گیا۔ یہ سلسلہ نماز ظہر سے قبل تک جاری رہا۔ بعد نماز عصر ناظم حلقہ نے رفقاء کے سوالات کے جواب دیئے۔ بعد ازاں رفقاء نے مختلف مساجد میں نماز مغرب کے بعد دعوتی اشتہارات تقسیم کئے۔ نماز کے فوراً بعد جلسہ کا آغاز ہوا۔ رفیق تنظیم جناب نفیس صاحب کی تلاوت قرآن سے جلسہ کی کارروائی کا آغاز ہوا۔ حلقہ لاہور کے ناظم جناب پروفیسر فیاض حکیم نے گولڈن جوبلی کے حوالے سے مختصر گفتگو کی' جب کہ ناظم حلقہ محمد اشرف وصی نے "دہشت گردی اور اس کا حل" کے موضوع پر خطاب کیا۔ ناظم حلقہ نے اپنے خطاب میں کہا کہ قرآن مجید ہی ہمارے لئے ہدایت اور رہنمائی کا سرچشمہ ہے مگر اسے ہم نے نظر انداز کر کے پس پشت ڈال رکھا ہے۔ اگر ہم آج بھی اس کتاب کی جانب رجوع کر لیں تو اللہ تعالیٰ ہمارے لئے آسمانوں سے فرشتوں کو ہماری مدد کے لئے بھیج دے گا۔ ہم نے اللہ تعالیٰ سے ایک عہد کیا تھا کہ اے اللہ تو ہمیں ایک خطہ زمین عطا فرما دے ہم وہاں تیرے دین کا بول بالا کریں گے مگر ہم نے وعدہ خلافی کی۔ اللہ تعالیٰ کا یہ قانون ہے کہ وہ بڑے عذاب سے قبل چھوٹے عذاب دیتا ہے شاید کہ ہم سمجھ جائیں۔ ناظم حلقہ نے کہا کہ ہم اپنے گھر میں تو عمل صالح کر سکتے ہیں مگر اجتماعی معاملات میں ہم جب تک نظام تبدیل نہیں ہو گا ہم ایسا نہیں کر سکتے۔ انہوں نے کہا کہ اللہ تعالیٰ کا اٹل فیصلہ ہے اگر کوئی شخص قرآن سے ہٹ کر رہنمائی حاصل کرے گا تو وہ گمراہ ہو جائے گا۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید کی سورت انفال آیات 63-64 میں دہشت گردی کا حل پیش کر دیا ہے۔ ناظم حلقہ نے کہا کہ ہم سب کا فرض ہے کہ ہم خدا کی رسی کو مضبوطی سے تھام لیں اور تفرقہ میں نہ پڑیں۔ خطاب کے آخر میں نظام خلافت کی برکات بیان کرتے ہوئے انہوں نے سیرت نبوی ؐ سے بھی چند مثالیں دیں اور پانچ ادوار والی حدیث مبارکہ کو مفصل بیان کیا۔ ناظم حلقہ لاہور جناب فیاض حکیم کی دعا پر جلسہ اختتام پذیر ہوا۔ اس دو روزہ پروگرام میں نقیب اسرہ سنت نگر جناب نثار احمد خان نے بھرپور تعاون کا مظاہرہ کیا۔ اللہ تعالیٰ ان کو اس تعاون پر اجر عظیم عطا فرمائے۔ (مرتب : مزمل احسن شیخ)

سنت نگر لاہور میں منعقدہ جلسہ عام سے ناظم حلقہ لاہور جناب فیاض حکیم خطاب کر رہے ہیں

پتوکی میں دعوتی اور تنظیمی سرگرمیاں

ناظم حلقہ محمد اشرف وصی 30/ اگست کو پتوکی پہنچے' راقم بھی ان کے ہمراہ تھا۔ سفائر ٹیکسٹائل مل میں بعد نماز مغرب نقیب اسرہ جناب الیاس صاحب سے ملاقات کی اور ان سے دعوتی اور تنظیمی سرگرمیوں کے بارے میں رپورٹ حاصل کی۔ 31/ اگست بروز اتوار جمبر خورد کے مقامی ساتھی جناب اقبال صاحب سے ملاقات ہوئی۔ ناظم حلقہ نے آئندہ ماہ ہونے والی مبتدی تربیت گاہ کے بارے میں چند ہدایات دیں' جس میں شمولیت کا موصوف نے وعدہ کیا۔ بعد ازاں ناظم حلقہ نے سنچری پیپر اینڈ بورڈ مل میں جناب عثمان صاحب سے ملاقات کی اور ان سے اپنے گاؤں میں درس قرآن منعقد کرنے کے بارے میں تبادلہ خیال کیا۔ بعد ازاں ناظم حلقہ نے پتوکی کے رفیق تنظیم جناب صابر حسین سے ملاقات کی اور ان سے دعوتی اور تنظیمی کاموں کے بارے میں رپورٹ لی۔ اس کے بعد محمد اشرف وصی نے راقم کے دوست جناب طارق صاحب سے خصوصی ملاقات کی اور ان کو قرآن مجید کے حقوق کے بارے میں آگاہ کیا۔ ناظم حلقہ کی ملاقات الیاس صاحب نے مرکز الدعوہ والارشاد طلبہ سندھ کے صدر جناب امجد صاحب سے کروائی۔ وفد میں تین ارکان شامل تھے۔ ناظم حلقہ نے دیگر موضوعات کے علاوہ جہاد کشمیر کے حوالے سے بھی بات کی۔ انہوں نے کہا کہ جہاد کشمیر کو "جہاد حریت" کا نام دیا جا سکتا ہے۔ اشرف وصی نے کہا کہ کشمیر کا حل صرف تین صورتوں میں نکل سکتا ہے (۱) کہ انڈیا مجبور ہو کر وہاں پر رائے شماری کروا دے (۲) مجاہدین کے ساتھ پاکستان آرمی مل کر کشمیر کو فتح کر لیں۔ (۳) یا کشمیر کا مسئلہ U.N.O کے حوالے کر دیا جائے۔ ان تینوں صورتوں میں نفاذ دین یہاں ممکن نظر نہیں آتا۔ اس لئے موجودہ صورت حال کو جہاد فی سبیل اللہ کہنا قرین قیاس نہیں۔ بعد نماز عصر اشرف وصی صاحب نے جناب ڈاکٹر ضیاء سے ملاقات کی۔ نماز مغرب کے بعد سفائر مل کی جامع مسجد میں سورہ توبہ کی آیات کا درس دیا۔ درس کا دورانیہ تیس منٹ جبکہ حاضرین کی تعداد 50 تھی۔ (مرتب : مزمل احسن شیخ)

تنظیم اسلامی لاہور شرقی نمبر ایک کی ماہانہ میٹنگ

31/ اگست بروز اتوار بعد نماز مغرب قرآن اکیڈمی میں ماہانہ میٹنگ منعقد کی گئی۔ جناب جاوید اسلم صاحب نے سورہ الکھف کے آخری رکوع کا درس دیا۔ انہوں نے دجالی فتنہ کے حوالے سے سورہ کے مضامین کا اختصار کے ساتھ بیان کیا۔ پھر سورہ کے آخری رکوع کے حوالہ سے دنیا کی زندگی کے گرویدہ ہو جانے اور بدترین خسارہ سے دوچار ہو جانے والوں کا ذکر کیا۔

درس کے بعد امیر تنظیم جناب محمود عالم میاں صاحب نے تنظیم میں نظم کے حوالے سے گفتگو کی۔ انہوں نے اپنی گفتگو میں تنظیم کی ضرورت اور اس کی اساس یعنی نظام بیعت کا بھی خاص طور پر حوالہ دیا۔ انہوں نے رفقاء کو بیعت کے الفاظ کے حوالے سے اپنا جائزہ لینے کی دعوت دی کہ کہیں ہم بدعہدی کے مرتکب ہو کر اللہ تعالیٰ کے غضب اور ناراضگی کو تو دعوت نہیں دے رہے۔

آخر میں ستمبر میں ہونے والے دو روزہ پروگراموں' مبتدی اور ملتزم تربیت گاہوں میں رفقاء کو شرکت کے لئے آمادہ کیا گیا۔ رفقاء کی اکثریت نے ان میں شرکت کے لئے آمادگی ظاہر کی۔

ماہ اگست میں اسرہ ایبٹ آباد کی دعوتی و تربیتی سرگرمیاں

۱۵/ اگست بروز جمعۃ المبارک بعد نماز عصر دعوتی اجتماع منعقد ہوا جس میں "راہ نجات" کے موضوع پر امیر محترم کا خطاب بذریعہ ویڈیو دکھایا گیا۔ ۱۶/ ۱۷/ اگست کو مدنی مسجد جب ہل میں شب بسری کے عنوان سے تربیتی اجتماع منعقد ہوا' امام مسجد مولانا اکبر صاحب کے صاحبزادے جناب عبدالقیوم شاہ نے خصوصی تعاون کیا۔ ۱۶/ اگست کو بعد نماز عصر مسجد مدنی کے قرب وجوار میں احباب سے رابطہ کر کے بعد نماز مغرب منعقد ہونے والے درس میں شرکت کی دعوت دی' راقم نے سورہ والعصر کے موضوع پر درس قرآن دیا۔ درس کے بعد جناب افتخار احمد اور اقبال احمد سے خصوصی ملاقات کی۔ بعد ازاں رفقاء کا باہمی تعارف ہوا۔ ڈاکٹر عمر نے سورہ بقرہ کی آیات پر مبنی درس دیا' بعد ازاں اسی موضوع پر مذاکرہ ہوا۔ بعد نماز عشاء مسجد کے خطیب مولانا اکبر شاہ صاحب نے امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے موضوع پر خطاب کیا۔ صبح چار بجے بیدار ہو کر نوافل ادا کئے گئے' نماز فجر کے بعد راقم نے ایک حدیث مبارکہ بیان کی۔ جناب ہارون قریشی نے سورہ لیسین کا ایک رکوع باری باری رفقاء سے سنا۔ طاہر عرفان نے فرائض دینی کا جامع تصور کے عنوان سے لیکچر دیا۔ ناشتہ سے فراغت کے بعد رفقاء کی انفرادی اور خانگی دینی کیفیات اور دعوت کا جائزہ لیا گیا۔

رفقاء کو بیعت سمع وطاعت کے تقاضوں سے آگاہ کیا گیا۔ ۲۴/ اگست کو بعد نماز عصر مسجد جی پی او ایبٹ آباد میں راقم نے "نیکی کی حقیقت" کے موضوع پر خطاب کیا۔ درس کے بعد جی پی او یونین کے سیکرٹری جنرل سے خصوصی ملاقات میں تنظیم کی دعوت پیش کی۔ ماہ اگست کے دوران مجموعی طور پر ۹ دعوتی اجتماع' ایک شب بسری کا پروگرام اور ایبٹ آباد میں خطاب جمعہ کا پروگرام ہوا۔

(رپورٹ : ذوالفقار علی)

انتقال پر ملال

رفیق تنظیم جناب نصیر احمد کے عزیز جناب ماسٹر محمد صادق صاحب کا ۲۱/ اگست کو انتقال ہو گیا ہے۔ ماسٹر صاحب کی نماز جنازہ ان کے آبائی گاؤں "کالا پانی" میں ادا کی گئی جس میں تنظیم کے رفقاء نے شرکت کی۔ موصوف چند دن پہلے تنظیم کے زیر اہتمام شب بسری کے پروگرام میں بھی شریک رہے ہیں مرحوم تنظیم کا لٹریچر پڑھ کر تنظیم کی رفاقت اختیار کرنے کی خواہش رکھتے تھے۔ ان کی اچانک وفات سے رفقاء کو دلی صدمہ پہنچا۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ موصوف کی جملہ خطاؤں سے درگزر فرما کر انہیں اپنے جوار رحمت میں جگہ عطا فرمائے اور ان کے صاحبزادوں کو صبر جمیل سے نوازے۔ آمین

امیر حلقہ پنجاب شمالی کا دورہ گوجر خان

۱۰/ اگست ۹۷ء کو راقم الحروف امیر حلقہ کی معیت میں گوجر خان کے تنظیمی دورے پر گیا۔ وجہ سفر یہ بنی کہ شیعہ سنی تشدد کی لہر کی آڑ میں حکومت نے مختلف طبقات کے خلاف پکڑ دھکڑ کی جو مہم شروع کی تھی اس کی زد میں گوجر خان کے رفیق تنظیم ظفر اسلام بھی آ گئے چنانچہ انہیں بدنام زمانہ بیوروکریسی کی کارستانیوں کے چکر میں بے گناہ ۲۶ روز جیل کی ہوا کھانا پڑی۔ جبکہ ہر ممکن طریقے سے انتظامیہ کو یقین دہانی کرائی گئی کہ میرا تعلق سپاہ صحابہؓ سے کب کا ختم ہو چکا اور پچھلے دو سال سے میں تنظیم اسلامی سے وابستہ ہوں تنظیم اسلامی اور اس کے امیر کا اس سلسلے میں جو موقف ہے۔ اس سے ایک زمانہ آگاہ ہے۔ لیکن آخر بیوروکریسی ایسی باتوں پر یقین کرے تو اس کا کاروبار کیسے چلے۔ مقامی نظم' رفیق کے بوڑھے والد اور احباب کی بھاگ دوڑ رنگ لائی اور اس کو تقریباً ایک ماہ بعد رہائی نصیب ہوئی۔

امیر حلقہ پنجاب شمالی رفیق موصوف کے والد سے ملنے گوجر خان تشریف لے گئے۔ تنظیم اسلامی کے ذمہ داران موجود ہوں اور درس قرآن کی محفل نہ سجے۔ یہ انہونی سی بات ہے۔

بعد میں امیر حلقہ ظفر اسلام صاحب کے والد صاحب سے ملنے ان کے گھر تشریف لے گئے۔ وہاں ان کے والد اور دیگر احباب نے ان کی رہائی کے سلسلے میں تنظیم کی کوششوں کو سراہا اور اظہار تشکر کیا۔

حلقہ پنجاب شمالی کی دعوتی و تنظیمی سرگرمیاں

یکم جولائی کو امیر تنظیم اسلامی ڈاکٹر اسرار احمد مدظلہ نے نقیب اسرہ مانسہرہ کی دعوت پر مانسہرہ پبلک سکول کے وسیع و عریض ہال میں خطاب کیا۔ مانسہرہ میں غالباً یہ پہلا اجتماع تھا' جو تنظیم کے تحت رفقائے تنظیم کی محنت سے ہوا۔ اس پروگرام کی' ہینڈ بلز اور بینرز کے ذریعہ بھرپور طریقے سے تشہیر کی گئی۔ آخر میں سوال وجواب کی نشست رہی اور تین احباب نے تنظیم میں بھی شمولیت اختیار کی۔

[redacted] بعد نماز عشاء ہفت روزہ "مشورج" کے [redacted] محترم سے انٹرویو لیا۔ ضیاء الدین مروت نے دوران انٹرویو انتہائی تند و تیز سوالات بھی کئے' جن کے جوابات امیر محترم نے انتہائی بردباری اور تحمل سے دیئے۔

۲/ جولائی کو بلوچ سنٹر ایبٹ آباد میں دو نشستیں ہوئیں۔ ایک نشست جوانوں کے لئے جامع مسجد بلوچ سنٹر میں رکھی گئی جب کہ دوسری نشست بعد نماز ظہر آفیسرز میس میں ہوئی۔

۳/ جولائی کو امیر حلقہ ڈاکٹر عبدالخالق امیر محترم کے ہمراہ واپس لاہور چلے گئے محمد طفیل گوندل کے فون سے معلوم ہوا کہ گوجر خان کے رفیق تنظیم جناب ظفر الاسلام کو پولیس 3 ایم پی او کے تحت گرفتار کر چکی ہے اور محمد فاروق بھی انہیں مطلوب ہیں لہٰذا کچھ کرنا چاہئے۔ راقم فی الفور ڈی سی راولپنڈی کے پاس گیا۔ ڈی سی صاحب تو ملے نہیں البتہ ADCG سے ملاقات ہوئی' جس نے جواب دیا کہ ہم نے تو ابھی کوئی Detention Order جاری ہی نہیں کئے' پولیس نے کیسے گرفتار کر لیا۔ اس کے بعد ایس پی راولپنڈی کے پاس گئے اور پوچھا کہ جب ڈی سی صاحب نے گرفتاری کا حکم ہی نہیں دیا تو آپ نے کس قانون کے تحت گرفتار کیا' وہ کوئی تسلی بخش جواب نہ دے سکے اور دفتر سے اٹھ کر چلے گئے۔ پھر کچہری سے راقم محمد طفیل گوندل کے ہمراہ تھانہ گوجر خان گئے۔ ہمارے جانے سے قبل ہی ظفر الاسلام کو راولپنڈی منتقل کیا جا چکا تھا اور وہ بے چارہ ناکردہ گناہوں کی پاداش میں ۲۷ دن بعد خرابی بسیار کے بعد اڈیالہ جیل سے رہا ہوا۔ واہ رے اسلامی جمہوریہ پاکستان تیرے نظام عدل وقسط کے کیا کہنے ہیں۔

۱۳ تا ۱۶ جولائی' امیر حلقہ نے راولپنڈی کے تنظیمی ودعوتی امور کی براہ راست نگرانی کی۔ ۱۳/ جولائی کو حلقہ کی شوریٰ منعقد ہوئی۔ حلقہ پنجاب شمالی کو یہ منفرد اعزاز حاصل

ہے کہ حلقہ کی شوریٰ کا اجلاس ہر ماہ باقاعدگی سے عرصہ پانچ سال سے ہو رہا ہے۔ جس میں ماہانہ پروگراموں کی ترتیب اور دیگر مسائل پر سیر حاصل گفتگو ہوتی ہے۔ ایجنڈا پہلے سے بھیج دیا جاتا ہے اور شرکاء بھرپور تیاری کر کے تشریف لاتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ حلقہ کی گاڑی نہایت اطمینان اور سبک رفتار سے آگے بڑھ رہی ہے۔

۱۴/ جولائی کو رفقائے اسرہ ہمک کی دعوت پر راقم اور امیر حلقہ ہمک گئے۔ امیر حلقہ نے رفقاء کو منظم طریقے پر کام کرنے کی ہدایت کی نیز ان کے مسائل سنے اور یقین دلایا کہ حلقہ کی جانب سے دعوتی کام کی پیش رفت میں انہیں بھرپور تعاون حاصل رہے گا۔

۱۵/ جولائی کو پنڈی گھیپ میں بعد نماز مغرب ڈاکٹر عبدالخالق نے درس قرآن دیا۔ بعد میں سوال وجواب کی نشست ہوئی اور امیر حلقہ کا رفقاء سے تعارف کرایا گیا۔ ایک شخص نے تنظیم اسلامی کی رفاقت اختیار کی۔ راولپنڈی سے چکری جاتے ہوئے چہاں گاؤں آتا ہے۔ فضل دین صاحب تنظیم سے متعارف ہوئے تو انہوں نے اپنے گاؤں میں دعوتی اجتماع منعقد کرنے کی پیشکش کی۔ جس پر راقم اور محمد طفیل گوندل وہاں گئے اور بعد نماز عشاء جلسہ عام منعقد کیا گیا۔ جلسہ میں شریک مرد وخواتین کی مجموعی تعداد سو سے زائد تھی۔

۲۵/ جولائی کو نقیب اسرہ ذوالفقار احمد کی دعوت پر ایبٹ آباد میں "موسیٰ دی ہٹی" کی جامع مسجد میں اجتماع جمعہ سے خطاب کیا۔ بعد میں رفقاء تنظیم سے تنظیمی معاملات پر گفتگو ہوئی۔

۲۶/ جولائی کو مانسہرہ میں نقیب اسرہ عبدالماجد سے تنظیمی ودعوتی امور پر تبادلہ خیال ہوا۔

۲۷/ جولائی کو نقیب اسرہ جناب غلام اصغر صدیقی کی دعوت پر حسن ابدال میں بعد نماز مغرب درس قرآن دیا۔ بعد ازاں ان سے تنظیمی امور پر سیر حاصل گفتگو ہوئی۔

۲۸/ جولائی کو امیر حلقہ جناب ڈاکٹر عبدالخالق' طے شدہ پروگرام کے مطابق حلقہ کے دورہ پر تشریف لائے۔ امیر حلقہ نے تنظیم اسلامی مسلم ٹاؤن کا دورہ کیا۔ رفقاء سے ملاقات و تعارف کے دوران انہیں قیمتی مشوروں سے نوازا۔ جناب انور مسعود سعودی عرب سے اپنی ملازمت ختم کر کے واپس پاکستان آ گئے ہیں۔ تنظیم اسلامی سے وابستگی کے نتیجے میں انہیں کافی عرصہ نہ صرف قید وبند کی صعوبتوں سے دوچار ہونا پڑا بلکہ ملازمت سے بھی ہاتھ دھونا پڑا۔

اسی روز بعد نماز عصر نیشنل انسٹی ٹیوٹ آف ہیلتھ میں ڈاکٹر عبدالخالق نے دعوتی گفتگو کی' جس کے نتیجے میں دو احباب نے تنظیم کی رفاقت اختیار کی۔

این آئی ایچ کا اسرہ' پی ایچ ڈی رفقاء پر مشتمل ہے لہٰذا وہاں منظم انداز میں تعلیم یافتہ افراد میں کام ہو رہا ہے۔

(رپورٹ : شمس الحق اعوان)

مکالمہ

دہشت گردی' غیر ملکی ایجنٹوں کے کردار کو فراموش نہیں کیا جا سکتا

اب وقت آگیا ہے کہ کشمیر کے تنازعہ کو منطقی انجام تک پہنچایا جائے

پنجاب کے مزید صوبے اور کراچی کو صوبہ بنا کر احساس محرومی ختم کیا جا سکتا ہے

پنجاب جنوبی کے امیر مختار فاروقی کا انٹرویو' جو روزنامہ جنگ میں ۱۸/ اگست کو شائع ہوا

صادق آباد (نامہ نگار) تنظیم اسلامی پاکستان کے امیر برائے جنوبی پنجاب مختار حسین فاروقی نے کہا ہے کہ ملک میں دہشت گردی کے بڑھتے ہوئے واقعات نے پوری قوم کو تشویش میں مبتلا کر دیا ہے ایسا محسوس ہوتا ہے کہ کشمیر سے پاکستان کی توجہ ہٹانے کی ایک سازش ہے اس سلسلہ میں غیر ملکی ایجنٹوں کے مکروہ کردار کو فراموش نہیں کیا جا سکتا۔ جنگ کو ایک انٹرویو دیتے ہوئے مختار حسین فاروقی نے مزید کہا کہ افغانستان پر روسی تسلط کے دوران پاکستان کی توجہ افغانستان سے ہٹانے کیلئے یہاں ہتھوڑا گروپ کی سرگرمیاں عروج پر تھیں جنہوں نے بے شمار قیمتی جانوں کا ضیاع کیا۔ حکومت کی اولین ترجیح یہ ہونی چاہئے کہ وہ ملک میں دہشت گردی کو روکے اور اپنے تمام وسائل بروئے کار لائے۔ ایک سوال کے جواب میں انہوں نے کہا کہ امریکہ عراق ایران جنگ کے بعد سے کشمیر کے معاملہ میں گہری دلچسپی لینے لگا ہے اس کی کوشش ہو گی کہ کشمیر کو اسرائیل بیس بنایا جائے تاکہ اس کے ورلڈ آرڈر کی تکمیل ہو سکے۔ انہوں نے کہا کہ اب وقت آگیا ہے کہ کشمیر کے تنازعہ کو اس کے منطقی انجام تک پہنچایا جائے اور بہتر یہی ہے کہ بھارت اور پاکستان مذاکرات کی ٹیبل پر کچھ لو اور کچھ دو کی بنیاد پر مسئلہ کا حل نکالیں ورنہ امریکہ اس سلسلہ میں جو چاہتا ہے وہ پاکستان اور بھارت دونوں کے مفاد میں نہیں ہو گا۔ انہوں نے کہا کہ ملک سے جاگیردارانہ نظام اور سود کی لعنت کے خاتمہ کے بغیر پاکستان میں نفاذ اسلام کا خواب شرمندہ تعبیر نہیں ہو سکتا۔ انہوں نے کہا کہ موجودہ حکومت کی 6 ماہ کی کارکردگی پچھلی حکومت سے مختلف نہیں کیونکہ سودی نظام کے خاتمہ کیلئے حکومت نے کچھ نہیں کیا جبکہ تنظیم اسلامی کی پوسٹ کارڈ سکیم کے تحت وزیراعظم کو کم وبیش 4 لاکھ کارڈز موصول ہوئے' جن میں سود کی لعنت کے خاتمہ کا مطالبہ کیا گیا تھا اس اقدام کے مثبت نتائج برآمد ہونے کی توقع تھی لیکن ابھی تک اس سلسلہ میں کوئی پیش رفت دکھائی نہیں دی۔ البتہ موجودہ حکومت کے دور میں احتساب کے سلسلہ میں لوگوں کا شعور خاصا بیدار ہوا ہے لیکن جب تک بڑی مچھلیوں کو نہیں پکڑا جاتا اور اس ملک کو لوٹنے والوں کا احتساب نہیں ہوتا اس سارے عمل کے مفید نتائج برآمد نہیں ہو سکتے۔ آج اس غمزدہ اور بھٹکی ہوئی قوم کو ایک ایسے مسیحا کی ضرورت ہے جو اس ملک کی دو خباثتوں کو جڑ سے اکھاڑ کر قوم کو صحیح سمت میں ڈال دے وہ ہیں جاگیرداری نظام اور سود سے پاک معیشت۔ ناظم حلقہ نے کہا کہ موجودہ طریقہ انتخاب جمہوری نظام کے تابع ہے جس میں وہی چہرے ہم پر دوبارہ مسلط ہو جاتے ہیں جن سے ہم جان چھڑانا چاہتے ہیں صرف جاگیرداری نظام کے خاتمہ سے ہی ملک میں نظام کی تبدیلی کی ابتداء ہو سکتی ہے۔ جہاں تک ملک میں نفاذ اسلام کا تعلق ہے تو یہ نظام خالی خولی تقریروں سے نہیں آئے گا یہ انقلاب سے آئے گا۔ تنظیم اسلامی اس وقت ملک میں تین شعبوں پر کام کر رہی ہے جن میں اولاً دعوت ایمان بذریعہ قرآن' دوئم تنظیم بذریعہ بیعت' سوئم امر بالمعروف ونہی عن المنکر۔ انہوں نے کہا کہ احتساب کمیٹیوں کا نظام ابتدا ہی میں ناکام ہو گیا آگے چل کر اس سے کیا فوائد حاصل ہو سکتے تھے؟ ایک اور سوال کے جواب میں انہوں نے کہا کہ لسانی بنیادوں پر پنجاب کے مزید چھوٹے صوبے بنا کر اور کراچی کو الگ صوبہ کی شکل دے کر لوگوں کا احساس محرومی ختم کیا جا سکتا ہے۔ انہوں نے کہا کہ اگر سندھ کے حالات و واقعات اور سیاست سے الطاف حسین کو نکال دیا جائے تو خصوصاً سندھ کے حالات کبھی بھی درست نہیں ہو سکتے اس لئے حکومت تمام سیاسی لوگوں کو اعتماد میں لے۔

ہے کہ حلقہ کی شوریٰ کا اجلاس ہر ماہ باقاعدگی سے عرصہ پانچ سال سے ہو رہا ہے۔ جس میں ماہانہ پروگراموں کی ترتیب اور دیگر مسائل پر سیر حاصل گفتگو ہوتی ہے۔ ایجنڈا پہلے سے بھیج دیا جاتا ہے اور شرکاء بھرپور تیاری کر کے تشریف لاتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ حلقہ کی گاڑی نہایت اطمینان اور سبک رفتار سے آگے بڑھ رہی ہے۔

۱۴/ جولائی کو رفقائے اسرہ ہمک کی دعوت پر راقم اور امیر حلقہ ہمک گئے۔ امیر حلقہ نے رفقاء کو منظم طریقے پر کام کرنے کی ہدایت کی نیز ان کے مسائل سنے اور یقین دلایا کہ حلقہ کی جانب سے دعوتی کام کی پیش رفت میں انہیں بھرپور تعاون حاصل رہے گا۔

۱۵/ جولائی کو پنڈی گھیپ میں بعد نماز مغرب ڈاکٹر عبدالخالق نے درس قرآن دیا۔ بعد میں سوال وجواب کی نشست ہوئی اور امیر حلقہ کا رفقاء سے تعارف کرایا گیا۔ ایک شخص نے تنظیم اسلامی کی رفاقت اختیار کی۔ راولپنڈی سے چکری جاتے ہوئے چھیاں گاؤں آتا ہے۔ فضل دین صاحب تنظیم سے متعارف ہوئے تو انہوں نے اپنے گاؤں میں دعوتی اجتماع منعقد کرنے کی پیشکش کی۔ جس پر راقم اور محمد طفیل گوندل وہاں گئے اور بعد نماز عشاء جلسہ عام منعقد کیا گیا۔ جلسہ میں شریک مرد وخواتین کی مجموعی تعداد سو سے زائد تھی۔

۲۵/ جولائی کو نقیب اسرہ ذوالفقار احمد کی دعوت پر ایبٹ آباد میں "موسیٰ دی ہٹی" کی جامع مسجد میں اجتماع جمعہ سے خطاب کیا۔ بعد میں رفقاء تنظیم سے تنظیمی معاملات پر گفتگو ہوئی۔

۲۶/ جولائی کو مانسہرہ میں نقیب اسرہ عبدالماجد سے تنظیمی ودعوتی امور پر تبادلہ خیال ہوا۔

۲۷/ جولائی کو نقیب اسرہ جناب غلام اصغر صدیقی کی دعوت پر حسن ابدال میں بعد نماز مغرب درس قرآن دیا۔ بعد ازاں ان سے تنظیمی امور پر سیر حاصل گفتگو ہوئی۔

۲۸/ جولائی کو امیر حلقہ جناب ڈاکٹر عبدالخالق، طے شدہ پروگرام کے مطابق حلقہ کے دورہ پر تشریف لائے۔ امیر حلقہ نے تنظیم اسلامی مسلم ٹاؤن کا دورہ کیا۔ رفقاء سے ملاقات و تعارف کے دوران انہیں قیمتی مشوروں سے نوازا۔ جناب انور مسعود سعودی عرب سے اپنی ملازمت ختم کر کے واپس پاکستان آگئے ہیں۔ تنظیم اسلامی سے وابستگی کے نتیجے میں انہیں کافی عرصہ نہ صرف قید وبند کی صعوبتوں سے دوچار ہونا پڑا بلکہ ملازمت سے بھی ہاتھ دھونا پڑا۔

اسی روز بعد نماز عصر نیشنل انسٹی ٹیوٹ آف ہیلتھ میں ڈاکٹر عبدالخالق نے دعوتی گفتگو کی، جس کے نتیجے میں دو احباب نے تنظیم کی رفاقت اختیار کی۔

این آئی ایچ کا 'اسرہ' پی ایچ ڈی رفقاء پر مشتمل ہے لہٰذا وہاں منظم انداز میں تعلیم یافتہ افراد میں کام ہو رہا ہے۔

(رپورٹ: شمس الحق اعوان)

مکالمہ

دہشت گردی، غیر ملکی ایجنٹوں کے کردار کو فراموش نہیں کیا جاسکتا

اب وقت آگیا ہے کہ کشمیر کے تنازعہ کو منطقی انجام تک پہنچایا جائے

پنجاب کے مزید صوبے اور کراچی کو صوبہ بنا کر احساس محرومی ختم کیا جاسکتا ہے

پنجاب جنوبی کے امیر مختار فاروقی کا انٹرویو' جو روزنامہ جنگ میں ۱۸/ اگست کو شائع ہوا

صادق آباد (نامہ نگار) تنظیم اسلامی پاکستان کے امیر برائے جنوبی پنجاب مختار حسین فاروقی نے کہا ہے کہ ملک میں دہشت گردی کے بڑھتے ہوئے واقعات نے پوری قوم کو تشویش میں مبتلا کر دیا ہے ایسا محسوس ہوتا ہے کہ کشمیر سے پاکستان کی توجہ ہٹانے کی ایک سازش ہے اس سلسلہ میں غیر ملکی ایجنٹوں کے مکروہ کردار کو فراموش نہیں کیا جاسکتا۔ جنگ کو ایک انٹرویو دیتے ہوئے مختار حسین فاروقی نے مزید کہا کہ افغانستان پر روسی تسلط کے دوران پاکستان کی توجہ افغانستان سے ہٹانے کیلئے یہاں ہتھوڑا گروپ کی سرگرمیاں عروج پر تھیں جنہوں نے بے شمار قیمتی جانوں کا ضیاع کیا۔ حکومت کی اولین ترجیح یہ ہونی چاہئے کہ وہ ملک میں دہشت گردی کو روکے اور اپنے تمام وسائل بروئے کار لائے۔ ایک سوال کے جواب میں انہوں نے کہا کہ امریکہ عراق ایران جنگ کے بعد سے کشمیر کے معاملہ میں گہری دلچسپی لینے لگا ہے اس کی کوشش ہوگی کہ کشمیر کو اسرائیلی بیس بنایا جائے تاکہ اس کے ورلڈ آرڈر کی تکمیل ہو سکے۔ انہوں نے کہا کہ اب وقت آگیا ہے کہ کشمیر کے تنازعہ کو اس کے منطقی انجام تک پہنچایا جائے اور بہتر یہ ہے کہ بھارت اور پاکستان مذاکرات کی ٹیبل پر کچھ لو اور کچھ دو کی بنیاد پر مسئلہ کا حل نکالیں ورنہ امریکہ اس سلسلہ میں جو چاہتا ہے وہ پاکستان اور بھارت دونوں کے مفاد میں نہیں ہوگا۔ انہوں نے کہا کہ ملک سے جاگیردارانہ نظام اور سود کی لعنت کے خاتمہ کے بغیر پاکستان میں نفاذ اسلام کا خواب شرمندہ تعبیر نہیں ہو سکتا۔ انہوں نے کہا کہ موجودہ حکومت کی 6 ماہ کی کارکردگی پچھلی حکومت سے مختلف نہیں کیونکہ سودی نظام کے خاتمہ کیلئے حکومت نے کچھ نہیں کیا جب کہ تنظیم اسلامی کی پوسٹ کارڈ سکیم کے تحت وزیراعظم کو کم وبیش 4 لاکھ کارڈز موصول ہوئے، جن میں سود کی لعنت کے خاتمہ کا مطالبہ کیا گیا تھا اس اقدام کے مثبت نتائج برآمد ہونے کی توقع تھی لیکن ابھی تک اس سلسلہ میں کوئی پیش رفت دکھائی نہیں دی۔ البتہ موجودہ حکومت کے دور میں احتساب کے سلسلہ میں لوگوں کا شعور خاصا بیدار ہوا ہے لیکن جب تک بڑی مچھلیوں کو نہیں پکڑا جاتا اور اس ملک کو لوٹنے والوں کا احتساب نہیں ہوتا اس سارے عمل کے مفید نتائج برآمد نہیں ہوسکتے۔ آج اس غمزدہ اور بھٹکی ہوئی قوم کو ایک ایسے مسیحا کی ضرورت ہے جو اس ملک کی دو خباثتوں کو جڑ سے اکھاڑ کر قوم کو صحیح سمت میں ڈال دے وہ ہیں جاگیرداری نظام اور سود سے پاک معیشت۔ ناظم حلقہ نے کہا کہ موجودہ طریقہ انتخاب جمہوری نظام کے تابع ہے جس میں وہی چہرے ہم پر دوبارہ مسلط ہو جاتے ہیں جن سے ہم جان چھڑانا چاہتے ہیں صرف جاگیرداری نظام کے خاتمہ سے ہی ملک میں نظام کی تبدیلی کی ابتداء ہو سکتی ہے۔ جہاں تک ملک میں نفاذ اسلام کا تعلق ہے تو یہ نظام خالی خولی تقریروں سے نہیں آئے گا یہ انقلاب سے آئے گا۔ تنظیم اسلامی اس وقت ملک میں تین شعبوں پر کام کر رہی ہے جن میں اولاً دعوت ایمان بذریعہ قرآن، دوئم تنظیم بذریعہ بیعت، سوئم امر بالمعروف ونہی عن المنکر۔ انہوں نے کہا کہ احتساب کمیٹیوں کا نظام ابتدا ہی میں ناکام ہو گیا آگے چل کر اس سے کیا فوائد حاصل ہو سکتے تھے؟ ایک اور سوال کے جواب میں انہوں نے کہا کہ لسانی بنیادوں پر پنجاب کے مزید چھوٹے صوبے بنا کر اور کراچی کو الگ صوبہ کی شکل دے کر لوگوں کا احساس محرومی ختم کیا جاسکتا ہے۔ انہوں نے کہا کہ اگر سندھ کے حالات و واقعات اور سیاست سے الطاف حسین کو نکال دیا جائے تو خصوصاً سندھ کے حالات کبھی بھی درست نہیں ہوسکتے اس لئے حکومت تمام سیاسی لوگوں کو اعتماد میں لے۔

ہفت روزہ ندائے خلافت لاہور
سی پی ایل نمبر: 127
جلد ۶' شمارہ ۳۰
سالانہ زرتعاون ۔/۱۲۵ روپے

پبلشر: محمد سعید اسعد طابع: رشید احمد چوہدری
مطبع: مکتبہ جدید پریس۔ ریلوے روڈ' لاہور
مقام اشاعت: ۳۶۔کے' ماڈل ٹاؤن لاہور
فون: ۰۳-۵۸۶۹۵۰۱

معاونین برائے مدیر:
○ مرزا ایوب بیگ ○ نعیم اختر عدنان
○ سردار اعوان
نگران طباعت: شیخ رحیم الدین

بقیہ : اداریہ

نہیں البتہ تحریک پاکستان کے اصل محرک کی مثبت تعیین واقعتاً آسان نہیں!

شاید بہت سے قارئین اس پر چونک جائیں اور حیران ہوں کہ راقم بھی ان لوگوں کی رائے کو درست سمجھتا ہے جن کے نزدیک تحریک پاکستان کا اصل عامل اور جذبہ محرکہ "مذہبی" نہیں کچھ اور تھا۔ اس "کچھ اور" پر تو گفتگو بعد میں ہو گی سردست راقم اپنے آپ کو اس دیانت دارانہ رائے کے اظہار پر مجبور پاتا ہے کہ تحریک پاکستان کا اصل جذبہ محرکہ مذہبی نہیں تھا اور اس کے نزدیک اس کا بالکل بین اور ناقابل تردید ثبوت یہ ہے کہ تحریک پاکستان کی اصل قیادت علیا ہرگز "مذہبی لوگوں" پر مشتمل نہیں تھی اور اس قاعدہ کلیہ سے انکار ممکن نہیں ہے کہ کسی تحریک کا اصل جذبہ محرکہ سب سے زیادہ نمایاں اور "گاڑھی" صورت میں اس کی قیادت میں نظر آنا لازم ہے! ـــــ یہ حقیقت اگرچہ کسی قدر تلخ ہے اور اس کا اظہار غالباً بہت سے لوگوں کو ناگوار بھی محسوس ہو گا لیکن ہمیں اپنی قومی زندگی کے چالیسویں برس میں تو اتنا "بالغ" ہو جانا چاہئے کہ تلخ حقائق کا اعتراف ہی نہیں اعلان بھی کر سکیں۔

اس مرحلہ پر یہ بات واضح رہنی چاہئے کہ شرافت و مروت اور صداقت و دیانت جداگانہ حقیقتیں ہیں اور "مذہبیت" ایک جداگانہ حقیقت ہے۔ اسی طرح یہ بات بھی پیش نظر رہنی چاہئے کہ اس وقت ہم ایک عوامی تحریک کے بارے میں گفتگو کر رہے ہیں۔ چنانچہ اس ضمن میں زیر بحث "مذہبیت" کا بھی وہ معیار اور تصور قابل لحاظ ہو گا جو عام مسلمانوں میں معروف و مشہور ہو' نہ کہ کسی خاص دانشور کا اپنے ذہن و فکر سے تراشیدہ اور خود اختیار کردہ معیار و تصور۔

اس اعتبار سے دیکھا جائے تو غالباً کوئی ایک شخص بھی اس حقیقت سے انکار نہیں کر سکے گا کہ تحریک پاکستان کی اصل قیادت جن لوگوں کے ہاتھ میں تھی وہ نہ صرف یہ کہ اس وقت عوامی سطح پر مروجہ تصورات کے مطابق "مذہبی" لوگ نہ تھے بلکہ ان کی اکثریت جدید دور کی مروجہ اصطلاح کے مطابق "PRACTISING MUSLIMS" پر بھی مشتمل نہ تھی ـــــ اس ضمن میں پیر سید جماعت علی شاہؒ سے ایک نہایت پیاری بات منسوب کی جاتی ہے کہ جب ان پر کسی نے اعتراض کیا کہ "آپ اتنی عظیم دینی و روحانی شخصیت کے حامل بلکہ لاکھوں کے دینی و روحانی مقتدر رہنما ہو کر ایک داڑھی منڈے شخص (مراد تھے قائداعظم مرحوم) کے پیچھے کیسے لگ گئے اور آپ نے کیسے اسے اپنا رہنما تسلیم کر لیا؟" تو انہوں نے جواباً ارشاد فرمایا کہ "بھائی! میں نے محمد علی جناح کو اپنا دینی یا روحانی پیشوا نہیں مانا بلکہ صرف اپنے قومی مقدمے کے لئے ایک قابل و ماہر اور شریف دیانتدار وکیل کے طور پر قبول کیا ہے!" اور اس میں ہرگز کوئی شک نہیں کہ قائداعظم یقیناً ایک نہایت قابل و ماہر وکیل بھی تھے اور ان کی دیانت و امانت پر بھی کوئی حرف ان کا بدترین دشمن بھی نہیں رکھ سکا۔ اس کے باوجود نہ وہ واقعتاً "مذہبی" انسان تھے' نہ ہی انہوں نے کبھی اپنے آپ کو تکلفاً یا تصنعاً اس رنگ میں پیش کرنے کی کوشش کی۔

رہے وہ علماء و مشائخ جنہوں نے تحریک پاکستان کا ساتھ دیا تو خواہ وہ اپنے اپنے مقام پر کسی بھی مرتبے اور حیثیت کے مالک رہے ہوں' واقعہ یہ ہے کہ تحریک پاکستان کی قیادت کے ضمن میں ان کا مقام اولین صف میں نہیں بلکہ ثانوی درجے میں تھا اور ان کی اصل حیثیت "قائدین" کی نہیں بلکہ "معاونین" کی تھی!!!

بہرحال زیر بحث سوال کے اس منفی جواب کے بعد آیئے کہ اس کا مثبت جواب تلاش کرنے کی کوشش کریں:

ہمارے نزدیک اس ضمن میں پوری حقیقت کی جامع تعبیر نہ "معاشی" کے لفظ سے ہو سکتی ہے نہ "سیاسی" سے' بلکہ اس کی صحیح اور جامع تعبیر کے لئے موزوں ترین لفظ وہی ہے جو پیر سید جماعت علی شاہؒ کے محولہ بالا قول میں استعمال ہوا ہے یعنی "قومی!"

تحریک پاکستان اصلاً ایک قومی تحریک تھی اور اس کا اصل جذبہ محرکہ ایک چھوٹی قوم کا یہ "خوف" اور "خدشہ" تھا کہ اس سے کئی گنا زیادہ بڑی قوم اس کے ساتھ برابری اور انصاف کا معاملہ نہیں کرے گی بلکہ سیاسی اعتبار سے اسے "محکوم" بنانے کی کوشش کرے گی' معاشی سطح پر اس کا استحصال کرے گی اور سماجی و معاشرتی اور تہذیبی و ثقافتی اعتبار سے اس کے تشخص کو ختم کرنے کی کوشش کرے گی اور اسی پر بس نہیں کرے گی بلکہ ہر ممکنہ ذریعے سے اپنی گزشتہ محکومی کا بدلہ لینے اور حساب چکانے کی کوشش کرے گی یعنی اپنی ہزار سالہ غلامی کا انتقام لے گی! اور چونکہ یہ "خوف" اور "اندیشہ" نہ فرضی تھا نہ خیالی و وہمی بلکہ حقیقی اور واقعی تھا جس کا ادراک و احساس مسلمانان ہند کے ہر طبقے اور ہر شعبہ زندگی سے تعلق رکھنے والے لوگوں کو اپنے ذاتی تجربے کی بنیاد پر ہو رہا تھا لہٰذا اس تحریک نے جنگل کی آگ کی طرح وسعت اختیار کر لی اور اپنے جداگانہ تشخص کی ضمانت اور اپنے سیاسی و معاشی حقوق کی حفاظت کے لئے برصغیر کی پوری مسلمان قوم مسلم لیگ کے جھنڈے تلے جمع ہو گئی! اور اس نعرے سے برصغیر کا طول و عرض گونج اٹھا کہ "مسلم ہے تو مسلم لیگ میں آ"! ـــــ گویا تحریک پاکستان کا اصل جذبہ محرکہ نہ مذہبی تھا نہ محدود معنی میں معاشی یا سیاسی بلکہ وہ ایک قومی جذبہ کا جس نے جملہ تہذیبی و ثقافتی' سماجی و معاشرتی اور معاشی و سیاسی محرکات کو اپنی لپیٹ میں لے لیا تھا!

مسئلہ زیر بحث کی تیسری اور سب سے گہری سطح کا تعین اس سوال کی صورت میں ہوتا ہے کہ "اس چھوٹی قوم کی قومیت کی بنیاد کیا تھی؟" جس کے جواب میں ہم لامحالہ وہیں پہنچ جائیں گے جہاں سے چلے تھے' اس لئے کہ یہاں پھر ایک ناقابل تردید حقیقت کا سامنا ہے اور وہ یہ کہ برصغیر کے مسلمان نہ کسی نسل کی بنیاد پر ایک قوم تھے' نہ زبان کی بنیاد پر' پھر نہ ان کا لباس ایک تھا نہ اکل و شرب کے ذوق اور طور طریقے ایک تھے' بلکہ ان کو ایک قوم بنانے والی کوئی قدر مشترک تھی تو صرف ایک یعنی مذہب! یہی وجہ ہے کہ اگرچہ تحریک مسلم لیگ اصلاً ایک مذہبی تحریک نہ تھی' نہ ہی اس کی اصل قیادت مذہبی لوگوں پر مشتمل تھی لیکن اسے مسلمانان ہند میں ایک قومی وحدت کے شعور کو بیدار اور اجاگر کرنے کے لئے سب سے زیادہ انحصار مذہبی جذبے پر کرنا پڑا اور برصغیر کے مسلمانوں کی اکثریت کو ایک پلیٹ فارم پر جمع کرنے کے لئے ع "بنتی نہیں ہے بادہ و ساغر کہے بغیر!" کے مصداق مذہبی نعرہ لگانا پڑا یعنی: "پاکستان کا مطلب کیا؟ لا الٰہ الا اللہ!"

محترم ڈاکٹر صاحب نے اس بحث کو جامع انداز میں سمیٹتے ہوئے اس کا اختتام ان خوبصورت الفاظ پر کیا ہے:

"بنا بریں۔ اس میں ہرگز کوئی شک نہیں کیا جا سکتا اور کسی شبہ کی گنجائش نہیں ہے کہ پاکستان کی اصل اساس سوائے دین و مذہب کے اور کوئی نہیں ہے' اور پاکستان کی واحد جڑ بنیاد صرف اور صرف اسلام ہے! اور جس طرح حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بارے میں روایت ہے کہ جب ان سے نام دریافت کیا جاتا تھا تو اولاً صرف ایک لفظی جواب دیتے "سلمان!" اور اگر عرب کی روایت کے مطابق مزید پوچھا جاتا کہ "سلمان ابن؟"..... تو جواباً ارشاد فرمایا کرتے تھے: "سلمان ابن اسلام!" یعنی میری ولدیت اسلام ہے۔ اسی طرح پاکستان دنیا کا وہ واحد ملک ہے جس کی "ولدیت" اسلام ہے!!"